عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۵ | ۱۰ تا ۱۶ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۱

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی رحمہ اللہ

تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں

بنگلہ دیش اور سری لنکا کا سفر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org

www.amtkn.com
Email:editorkn@yahoo.com

پگڑی سسٹم کے تحت جائیدار کی خرید وفروخت ناجائز ہے

س:... میرے والد مرحوم نے ۲۱ سال قبل میرے گھریلو معاشی ومالی حالات خراب ہونے کے پیشِ نظر دو کمروں کا فلیٹ پگڑی کرائے میں ڈھائی لاکھ روپے میں لے کر دیا تھا اور پگڑی کرایہ کی رسید میرے نام سے بنوائی تھی، ۲۱ سال سے میں اپنے بچوں اور شوہر کے ساتھ مذکورہ دو کمروں کے فلیٹ میں رہائش پذیر ہوں۔

میرے والد مرحوم مذکورہ فلیٹ مجھے دینے کے بعد میری والدہ، میرے چھ بھائیوں اور میری بھابیوں کے آگے بار بار کہتے رہے کہ یہ فلیٹ بڑی میری بیٹی کا ہے اور مجھے یہ بھی تاکید کی کہ جب بھی اپنی زندگی میں فلیٹ فروخت کروگی تو اپنی چھوٹی بہن کو بھی آدھا حصہ دینا ہے۔ مطلب یہ کہ فلیٹ میں تم دونوں کا حصہ ہے۔ اب میں یہ فلیٹ پگڑی پر چھ لاکھ میں فروخت کرنا چاہتی ہوں، پوچھنا یہ ہے کہ اس رقم میں ہم دو بہنوں کے علاوہ چھ بھائیوں اور والدہ کا حصہ بھی ہے یا نہیں؟

ج:... واضح رہے کہ پگڑی کا لین دین شرعاً ناجائز ہے، کیونکہ پگڑی کی صورت میں جائیداد کا مالک جائیداد کو فروخت کرنے کے بجائے کوئی مدت طے کئے بغیر اس کو صرف کرایہ پر دے دیتا ہے جو بہت معمولی ہوتا ہے اور اس کرایہ کے علاوہ وہ بھاری رقم بھی وصول کرتا ہے، جس کے بعد کرایہ دار کو یہ حق حاصل ہوجاتا ہے کہ وہ جب تک چاہے اپنی مرضی سے کرایہ دار بن کر رہ سکتا ہے، کوئی اس کو نکال نہیں سکتا۔

اسی طرح یہی کرایہ دار اگر چاہے تو اپنی ادا کردہ رقم میں اضافہ کر لینے کے بعد اگلے کرایہ دار کو یہ جائیداد حوالہ کر کے چلا جائے، اب یہ شخص بھی اسی طرح مزید آگے کسی اور کو اپنا کرایہ کا حق فروخت کر کے جا سکتا ہے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا ہے اور مالکِ جائیداد کو اپنے حصہ کا کرایہ ملتا رہتا ہے۔

یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے اور اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا صورِ مسؤلہ میں آپ کے والد مرحوم نے جو پگڑی کا معاملہ کیا تھا، ان کے انتقال کے بعد یہ معاملہ ویسے بھی ختم ہوگیا۔ اب جو انہوں نے رقم ڈھائی لاکھ روپے ادا کی تھی وہ مالک جائیداد سے واپس لینے کے بعد تمام ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق ہی تقسیم ہوگی، جس میں سے بیوہ کو آٹھواں حصہ، ہر ایک بیٹی کو اکہرا اور ہر ایک بیٹے کو دُگنا حصہ ملے گا۔

یعنی کل رقم ڈھائی لاکھ روپے کو ایک سو بارہ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ جس میں سے چودہ حصے بیوہ کو، سات سات حصے ہر ایک بیٹی کو اور چودہ چودہ حصے ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔

واللّٰہ اعلم بالصّواب!

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

جلد:۴۵ ۱۰ تا ۱۶ ر رجب المرجب ۱۴۴۷ھ مطابق یکم تا ۷ ر جنوری ۲۰۲۶ء شمارہ:۱

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اتحاد و اتفاق کی افادیت	۹	مولانا طارق شفیق ندوی
بنگلہ دیش و سری لنکا کا سفر	۱۳	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۱۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حیات عیسیٰ علیہ السلام اور توفی کی بحث (۲)	۲۲	مولانا عبدالحکیم نعمانی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

زر تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بنیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ   ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۱۵۰   فصل:.....۷ھ کے واقعات

۵۴:.....اسی سال خیبر سے واپسی پر جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبلِ اُحد پر پڑی تو فرمایا: ”ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ کَمَا حَرَّمَ اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَکَّۃَ“ (یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے، اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، اے اللہ! میں مدینہ کے دونوں کناروں کے مابین کو حرم قرار دیتا ہوں، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا)۔

۵۵:.....اسی سال غزوۂ خیبر کے ایام میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم بنودوس کے چار سو نفر کے ہمراہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

۵۶:.....اسی سال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمران بن حصین ابونجید الخزاعی الکعبی البصری رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے، اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔

ابونجید:..... بضم نون وفتح جیم بصیغۂ تصغیر۔

۵۷:.....اسی سال غزوۂ ذات الرقاع کے سفر کے دوران یہ معجزہ ہوا کہ ایک بچے کو جنون کا عارضہ تھا، اس کی والدہ اسے ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور اس کے جنون کی شکایت عرض کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ مبارک لگایا اور دُعا فرمائی، وہ اسی وقت شفایاب ہوا۔

۵۸:.....اسی سال غزوۂ ذات الرقاع کے ایام میں یہ معجزہ ہوا کہ علبہ بن زید الحارثی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شترمرغ کے چند انڈے ہدیہ کئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں ایک بڑے پیالے میں رکھا گیا اور صحابہ کرامؓ کو کھانے کا حکم فرمایا، چنانچہ سب نے شکم سیر ہوکر کھایا، مگر انڈے بدستور موجود تھے، اس وقت لشکر میں سات آٹھ سو آدمی تھے۔

۵۹:.....اسی سال غزوۂ ذات الرقاع میں یہ معجزہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے وادی کی جانب تشریف لے گئے، مگر پردے کی کوئی جگہ میسر نہ آئی، وادی کے کنارے پر دو درخت تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا، وہ اپنی جگہ سے چل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی شاخیں زمین سے ملا کر پردہ کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ضرورت سے فارغ ہوئے تو دونوں درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے، اور پہلے کی طرح اپنے تنوں پر کھڑے ہوگئے۔

۶۰:.....اسی سال غزوۂ ذات الرقاع میں یہ معجزہ ہوا کہ لشکر میں پانی ختم ہوگیا، صحابہ کرامؓ کو وضو کے لئے پانی کی ضرورت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا پانی جو لشکر میں کسی صاحب کے پاس موجود تھا، ایک لگن میں ڈالنے کا حکم فرمایا، بعد ازاں اپنا دستِ مبارک اس میں رکھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلنے لگا، چنانچہ سب نے پیا، وضو کیا، اور مویشیوں کو پلایا۔

(جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

پیر طریقت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۴۷ھ مطابق ۱۴؍دسمبر ۲۰۲۵ء بروز اتوار صبح کو انتقال فرمائے آخرت ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

آپ جھنگ کے کھرل خاندان میں یکم اپریل ۱۹۵۳ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جھنگ میں حاصل کی، پرائمری پاس کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی حاجی احمد علی کھرل کے ساتھ تبلیغی جماعت میں چلّہ لگایا۔ قرآن مجید قاری غلام رسول سے حفظ کیا۔ گورنمنٹ کالج جھنگ وغیرہ پڑھتے رہے۔ انجینئرنگ کی تعلیم لمز یونیورسٹی سے حاصل کی۔ اس دوران حضرت تھانویؒ کے حلقہ کے بزرگ حضرت سید زوار حسینؒ سے بیعت ہوئے۔ عصری تعلیم میں ماسٹر ڈگری کے بعد جھنگ کے استاذ العلماء مولانا ولی اللہ سے درس نظامی کی جستہ جستہ کتب پڑھ کر دورۂ حدیث شریف کیا۔ سید زوار حسینؒ کے انتقال کے بعد پیر طریقت حضرت حافظ غلام حبیبؒ چکوال والوں سے بیعت اور خلافت کے مراحل مکمل کیے۔ حضرت پیر غلام حبیب صاحبؒ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لاتے۔ آپ ان کے خادم وخلیفہ ہونے کے ناتے ساتھ ہوتے۔

۱۹۸۵ء کے لگ بھگ کی بات ہے۔ تب سے راقم کو آپ سے شناسائی کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ نے ۱۹۸۴ء میں وسیع وعریض قطعہ ارضی ٹوبہ روڈ جھنگ میں خرید کر ’’معہد الفقیر‘‘ قائم کیا۔ اس سے قبل پاکستان اور بیرون ممالک امریکہ وغیرہ میں ملازمت کرتے رہے۔

مدرسہ ومسجد خوبصورت ڈیزائن کیے۔ اپنا ذاتی مکان، نشر واشاعت کے لیے پریس، طباعت واشاعت کتب کے ساتھ فولڈنگ، جلد بندی وغیرہ کا مکمل سسٹم قائم کیا۔ ’’مکتبۃ الفقیر‘‘ کے نام پر ایک نامور نشر واشاعت کا ادارہ قائم کیا۔ ڈیڑھ صد کے قریب آپ کی تصنیفات ہوں گی۔ پچاس سے زائد جلدوں پر مشتمل تو آپ کے خطبات ہیں۔

خانقاہی سلسلہ قائم کیا تو برصغیر سے افریقہ، امریکہ تک پھیلا دیا۔ بلا مبالغہ اس دور میں اس خطہ کے امام نقشبند حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سلسلہ نقشبندیہ کے پھیلاؤ میں آپ کا کام لائق تبریک وتحسین ہے۔ معہد الفقیر کو شروع کیا تو آج وہ ’’جامعۃ الفقیر‘‘ ہے۔ اندرون وبیرون ملک کے کتنے علماء تکمیل علوم کے ساتھ تخصص وافتاء، دعوت وارشاد اور شریعت وطریقت کی تکمیل کرکے اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے مصروف عمل ہیں۔ وہ ایک ایسا

لامتناہی سلسلہ ہے جو عظیم و وقیع ہونے کے ساتھ قابل رشک ہے۔ معہد الفقیر کی جامع مسجد، درسگاہیں، دارالاقامہ کی پانچ پانچ منزلہ عمارتوں کا کوہ قامت سلسلہ جس کے نظاروں سے ہر شخص ''انگشت بدنداں'' رہ جاتا ہے۔ آپ کا خانقاہی نظام اور پھر کثیر تعداد میں خلفاء کی جماعت کے کام پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو اللہ تعالیٰ کے نام کی بلندی کی برکت نے ان کے کام کو بھی وسعتوں کی انتہا سے سرفراز کر دیا۔

مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ ایسے مقدر کے دھنی تھے جس میدان میں قدم رکھا وہ میدان آپ کے نام ہو گیا۔ آپ نے اس میدان کی بلند و بالا چوٹیوں پر اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ آپ کے مرشد ثانی حضرت پیر غلام حبیب صاحبؒ کے وصال کے بعد ان کے جانشین مولانا عبدالرحمٰنؒ نقشبندی ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لاتے رہے۔ مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندیؒ بھی قدوم میمنت لزوم سے نوازتے رہے۔

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کو روٹین کے مطابق دعوت نامہ ڈاک سے بھیج دیتے، ان جیسا مصروف راہنما ان کی مصروفیت کے باعث عذر قبول کر لیا جاتا۔

ان کی ایک کتاب کی عبارت پر کوئٹہ کے ایک عالم دین نے اشکال کیا، معاملہ افہام سے ابہام کی طرف بڑھنے لگا تو مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں نے فقیر راقم کی تشکیل کی کہ معہد الفقیر جا کر آپ حضرت حافظ ذوالفقار نقشبندی سے ملیں۔ ان کو ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوت دیں۔ ان کا تفصیلی بیان ہو جائے، اسے ماہنامہ لولاک اور خودان کے رسالہ میں شائع کرا دیا جائے تو یہ بحث بجائے طوالت کے سرے سے دم توڑ جائے گی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔ یہ مجلس کا اتنا بروقت صحیح فیصلہ تھا جو ہزار فیصد نتائج کا حامل رہا۔

فون پر رابطہ ہوا حاجی حافظ محمد صدیق صاحب مکتبۃ الفقیر کے نگران اور جامعۃ الفقیر کے شیخ الحدیث پیر طریقت حضرت مولانا حبیب اللہ نقشبندی کی معرفت وقت طے ہوا۔ فقیر آپ کے مکان پر حاضر ہوا۔ پریس، جامعۃ الفقیر، مسجد اور مہمان خانہ کا شیخ الحدیث نے وزٹ کرایا۔ حضرت پیر صاحب سے فقیر نے عرض کیا کہ ملاقات تخلیہ میں ہوگی۔ آپ نے جامع مسجد کے محراب سے ملحق کمرہ میں ملاقات سے نوازا۔

تفصیلی ملاقات ہوئی۔ کوئٹہ اور لاہور کے امور فقیر نے آپ سے عرض کیے۔ پھر مجلس کی تجویز کہ آپ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف آوری سے سرفراز فرمائیں۔

کانفرنس کی اہمیت، ان معاملات کی نزاکت اور ان کے بہترین حل کی تجویز پر ایسے مسرور ہوئے کہ گویا یہ ان کے دل کی بات تھی۔ ڈائری دیکھی تو یہ وقت سلسلہ کے اجتماع کے لیے کہیں (غالباً حاصل پور) دے رکھا تھا، لیکن وہ تاریخ نوٹ کر لی، اپنے اجتماع کو پس وپیش کیا۔ ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لائے، خطاب کیا، اجتماع اور کام کو دیکھا تو گلاب کی طرح کھِل اٹھے۔ اس کے بعد شاید کوئی کانفرنس ہو جس میں آپ تشریف نہ لائے ہوں۔ آپ کا بیان عشاء کے بعد رات گئے تک ہوتا، کبھی جمعہ کے بعد آخری بیان ہوتا، آپ تشریف نہ لا سکتے تو آپ کے جانشین صاحبزادہ مولانا حبیب اللہ احمد یا مولانا سیف اللہ احمد تشریف لاتے۔ وقت پر تشریف لاتے تو بیان ہو جاتا ورنہ شرکت نمائندگی تو ضرور شمار کی جاتی۔

آپ کراچی کے اپنے خانقاہی دورہ کے دوران دفتر ختم نبوت تشریف آوری سے سرفراز فرماتے۔ کانفرنسوں میں شرکت ہو جاتی۔ فقیر راقم آپ سے لاہور آپ کی رہائش گاہ پر بھی دعاؤں اور مشاورت کے لیے حاضر ہوتا۔ لاہور مینار پاکستان میں پہلے ایک بار ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔ پھر ختم نبوت گولڈن جوبلی پر بھی ذرہ نوازی فرمائی۔ آپ ایسے وقت تشریف لائے کہ کانفرنس کے داعی و مہمان خصوصی مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے آخری خطاب کا وقت تھا۔ عصر سے پہلے اجتماع شروع ہوا، رات کا ایک بج رہا تھا۔ پبلک کے کثرت اژدہام کی وجہ سے بعض کرم فرماؤں کا خیال تھا کہ اسے

جو بن پر ہی لپیٹ دیا جائے تو زیادہ مؤثر ہوگا۔ اس دوران ایک صاحب ”تو مان نہ مان، میں تیرا مہمان“ کے مصداق، کی ضد اور گداگری نے وقت ضائع کیا۔

بہت سارے مقررین ابھی رہ رہے تھے کہ دوستوں کا دباؤ بڑھا کہ اب قائد محترم کا بیان کرایا جائے۔ امیر محترم حضرت خاکوانی صاحب، حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی اور لیگ کے رہنما کیپٹن صفدران تینوں حضرات کے بیانات نہ ہو پائے۔ حضرت الامیر مدظلہم سے عرض کیا کہ صدارتی کلمات اور دعائے خیر کرادیں۔ لیکن حضرت نقشبندی کا بیان رہ گیا۔ آپ اتنے عظیم انسان تھے کہ جانے سے پہلے اپنے خادم وخلیفہ مولانا محمد معاویہ عمران کو فقیر کے پاس بھیجا کہ اب مجھے اجازت؟ فقیر کا فرض بنتا تھا کہ ان کے پاس جا کر قدموں کو چھوتا، لیکن انہی دنوں ایک تازہ آپریشن کے بعد اس وقت طویل نشست کے باعث اتنا نڈھال تھا کہ جانا دوبھر ہو گیا۔ آپ تشریف لے گئے اس کے بعد کتنی بار رابطہ و زیارت ہوئی وہ تعلق، محبت بھری ان کی سرپرستی اب وصال کے بعد دیکھتے ہیں تو لگتا ہے کہ سائبان محبت سروں سے اٹھ گیا۔

آپ کا جنازہ کیا تھا جھنگ کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گیا۔ کیوں نہ ہو کہ وہ اس وقت جھنگ کی شناخت اور دنیائے تصوف کی ایک ممتاز پہچان تھے۔ آپ کے دو صاحبزادگان مولانا حبیب اللہ احمد، مولانا سیف اللہ احمد اور شیخ الحدیث مولانا حبیب اللہ نقشبندی سمیت سینکڑوں آپ کے خلفاء بجاطور پر تعزیت کے مستحق ہیں۔ مولانا حبیب اللہ احمد کو آپ نے جانشینی سے سرفراز فرمایا تھا۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی مدظلہم نے اس کا اعلان فرمایا اور انہوں نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ پھر ان کو رحمتِ حق کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ کیا گئے کہ تاریخ تصوف کا ایک سنہری باب اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

خلیفہ اول و امام نقشبند حضرت صدیق اکبرؓ کے یوم وفات کے دن لاہور میں انتقال ہوا۔ زہے نصیب و حسن اتفاق! جنازہ و تدفین اگلے دن شام کو ہوئی۔ رہے نام اللہ کا!

پیر طریقت مولانا عبدالرحیم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳ دسمبر ۲۰۲۵ء کو پیر طریقت مولانا عبدالرحیم نقشبندی کی چکوال میں وفات ہوئی۔ اگلے دن مغرب وعشاء کے بعد فیض گاہ نقشبندیہ ملھوآنہ موڑ جھنگ میں (یوم وفات خلیفہ اول بلافصل سیدنا صدیق اکبرؓ کے موقع پر) آپ کی تدفین ہوئی۔ مولانا پیر حافظ غلام حبیبؒ چکوال کے تین صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن مرحوم، مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مرحوم اور مولانا عبدالقدوس مدظلہم ہیں۔

حضرت پیر طریقت کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰنؒ آپ کے جانشین بنائے گئے۔ ان کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مسند نشینی پر سرفراز ہوئے۔ آپ نے بلا مبالغہ اپنے والد گرامی کے خانقاہی سلسلے کو اپنے پیش رو بھائی کی طرح آگے بڑھایا۔ کئی خیر کے کاموں کو آپ نے توسیع دی۔ ابھی حال ہی میں آپ نے ملھوآنہ موڑ بھکر روڈ جھنگ پر مسجد، مدرسہ، خانقاہ و مہمان خانہ اور دارالافتاء کی شاندار دیدہ زیب فلک بوس عمارتوں کا سلسلہ ہمالیہ قائم کر دیا۔

گزشتہ سے پیوستہ سال اس کا آغاز و افتتاح کیا، بہت سارے مہمانان گرامی علماء کرام کو دعوت دی۔ ان کے بیانات کرائے۔ بہت ہی رش اور

بھرپور حاضری تھی۔ فقیر راقم کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کے لیے ممنون احسان کیا۔ اپنے والد گرامی حضرت حافظ پیر غلام حبیب نقشبندیؒ کے اور اپنے برادر کبیر مولانا عبدالرحمٰنؒ کے وصال کے بعد ہمیشہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت سے ممنون فرماتے۔

ایک بار چنیوٹ خانقاہی سلسلہ میں تشریف لائے ہوئے تھے اگلے دن سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کا افتتاح تھا، تشریف لائے، افتتاحی بیان کیا، شرکاء کی کثرت پر اتنے خوش ہوئے کہ پھولے نہیں سماتے تھے۔

ان کے جامعۃ الحبیب چکوال کے سالانہ اجتماع پر حاضری ہوتی رہی، بڑے اہتمام سے بیان کراتے، خود پورے وقت بیان میں تشریف فرما رہتے۔ آپ کا جمعیت علماء اسلام (س) گروپ سے تعلق تھا۔ ان کے مرکزی راہنما تھے۔ متحدہ مجلس عمل بنی، جمعیت (س) گروپ کے سربراہ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اس میں شریک عمل تھے۔ ایک موقع پر متحدہ مجلس عمل سے آپ علیحدہ ہوگئے۔ تو جمعیت (س) گروپ کی نمائندگی کا خلا یوں پُر کیا گیا کہ مولانا پیر عبدالرحیم نے جمعیت علماء اسلام (س) سے خود علیحدگی اختیار کی۔ جناب لیاقت بلوچ صاحب نے جمعیت علماء اسلام (س) گروپ کی بجائے، سینئر گروپ کے نام سے جمعیت علمائے اسلام کی نمائندگی پیر عبدالرحیم صاحب کے نام سے پوری کرلی۔ یوں (س) گروپ کی بجائے سینئر گروپ سے مجلس عمل کے خلا کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ پیر مولانا عبدالرحیم نقشبندیؒ ملی یکجہتی کونسل کے مرکزی رہنماؤں میں شامل رہے۔ غرض آپ قومی و ملی کاموں میں برابر متحرک رہے۔ خوب بھرپور محنتی اور اپنے والد گرامی کی طرح خوب وجیہ انسان تھے۔

خوبصورت دراز قامت، سفید رنگت، متناسب اعضاء، ہاتھ میں خوب دراز اور موٹا عصا رکھتے تھے۔ سر پر پگڑی، سفید لباس، چلنے میں وقار، جہاں بیٹھتے نمایاں ہوتے تھے۔ بہت مرنجان مرنج انسان تھے۔ اپنے لیے جو کام منتخب کیا۔ اسی کے ہوکر رہ گئے۔ اسے نبھایا بلکہ نبھانے کا حق ادا کردیا۔ اس وقت وہ اپنی خانقاہ کے مسند نشین تھے ان کے فیض کو چہار سُو عالم وسعت حاصل تھی۔ طبیعت وصحت ٹھیک تھی آخری دنوں گردوں کا مسئلہ بنا، ایک آدھ بار گردے واش ہوئے، تو یک دم دنیا سے رخ موڑا اور آخرت کو جا سدھارے۔

آپ جامعہ اشرفیہ لاہور کے ممتاز فضلاء میں سے تھے۔ ان سے علماء ومشائخ کا وقار قائم تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادہ مولانا پیر محمود الحسن جانشین نامزد ہوئے۔ پیر غلام حبیب نقشبندیؒ کے دو اجل خلفاء ایک ہی شہر میں ایک دن کے وقفے سے سپرد خاک ہوئے۔ ایک دن پیر عبدالرحیم نقشبندیؒ اور دوسرے دن پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ۔ رہے نام خدا تعالیٰ کا!

وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمدٍ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وأجمعین!

اتحاد و اتفاق کی افادیت

مولانا طارق شفیق ندوی

اتحاد واتفاق کی افادیت ان عالمی صداقتوں اور مسلمات میں سے ہے جن کے بارے میں دورائیں نہیں ہوسکتی ہیں، عرب ہوں یا عجم، اہل مشرق ہوں یا اہل مغرب، پیشوانِ دین ومذہب ہوں یا سربراہان ملک، اہلِ ثروت ہوں یا فقیر بے نوا، اہلِ دانش ہوں یا غیر تعلیم یافتہ، غرض دنیا کے جس خطے میں چلے جایئے اور جس طبقہ سے دریافت کیجیے، آپ کو کوئی ایسا فرد نہیں ملے گا جو اتحاد واتفاق کی ضرورت کا قائل نہ ہو اور اس کی افادیت کے بارے رطب اللسان نہ ہو۔ اسی طرح کوئی ایسا شخص آپ کو نہیں ملے گا جو انتشار و افتراق کی مضرتوں کا منکر ہو۔

صدہا سال کے مشاہدات اور تجربات یہی بتاتے ہیں کہ جہاں اتحاد و یکجہتی ہے وہاں الفت ہے، محبت ہے، یگانگت ہے، ترقی اور خوش حالی ہے، فارغ البالی و شادمانی ہے، چہروں پر رونق اور دل میں سرور ہے۔ اس کے برعکس جہاں انتشار وافتراق کی حکمرانی ہے وہاں بغض و کینہ ہے، عداوت ودشمنی ہے۔ پسماندگی ہے، خستہ حالی ہے، چہرے بے رونق اور دل بے سرور ہیں۔

اس کلیہ کے خلاف اگر کہیں نظر آئے تو یقین کر لیجیے کہ وہ فطری نہیں، مصنوعی ہے، پائیدار نہیں، ناپائیدار ہے، غازہ کے ذریعہ چہروں کے دھبوں اور بے رونقی کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصائب و مشکلات کی معمولی دھوپ بھی اس مصنوعی غازہ کی قلعی کھولنے کے لیے کافی ہوگی۔

ایک سبق آموز حکایت:

آپ نے شاید ایک کہن سال بوڑھے اور اس کے چار بیٹوں کی حکایت سنی ہوگی، جس نے عملی مشاہدہ کے ذریعہ اتحاد واتفاق کا درس دیا تھا۔ پہلے اس باپ نے ہر لڑکے کو ایک لکڑی دی اور اسے توڑنے کا حکم دیا۔ ہر ایک لڑکے نے بآسانی لکڑی توڑ دی، دوسری بار اس مرد ضعیف نے چار لکڑیوں کو اکٹھا کیا اور اس کے مجموعے کو توڑنے کا حکم دیا، اس مجموعے سے ہر ایک نے زور آزمائی کی لیکن توڑنے میں کوئی کام یاب نہ ہوسکا۔ اجتماعی کوشش کی لیکن اس میں بھی ناکامی ہوئی، اس عملی تجربے کے بعد وہ مرد دانا اپنے لڑکوں سے مخاطب ہوا اور کہا:

”اگر تم انتشار وافتراق کے شکار ہوئے تو تمہارے دشمن آسانی سے تمہیں زیر کر لیں گے، لیکن اگر تم باہم متفق و متحد رہے تو تمہارے مخالفین تمہیں گزند پہنچانے میں کبھی کام یاب نہ ہوں گے، تم نے خود تجربہ کر کے دیکھ لیا کہ علیحدہ لکڑی بآسانی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی لیکن چار لکڑیوں کا مجموعہ تم سے نہ ٹوٹ سکا۔“

اس مرد کہن سال نے اپنے فرزندوں کو جو درس دیا تھا وہ عملی تھا اور ایک عملی دلیل سینکڑوں نظری دلائل پر بھاری پڑتی ہے۔ یہ سبق جس طرح کل مفید تھا آج بھی ہے، جس طرح بوڑھے کے فرزندوں کے لیے کارآمد تھا، ہمارے لیے بھی کارآمد ہے۔

اسلام میں اتحاد واتفاق:

جہاں تک دین اسلام کا تعلق ہے تو یہ ایک فطری دین ہے، یہ خود ساختہ نہیں خدا ساختہ ہے۔ اس میں نہ کسی مفید پہلو کو نظرانداز کیا گیا ہے اور نہ کسی مضرت کی پردہ پوشی کی گئی ہے۔ اس میں دنیاوی کامرانی کے سامان بھی ہیں اور اخروی نجات کی ضمانت بھی، اس میں روحانیت بھی ہے اور عقل ودانش کی تسکین بھی، پھر کیسے ممکن تھا کہ وہ اتحاد کی خوبیوں کو نظرانداز کر دیتا، افتراق کی مضرتوں سے صرفِ نظر کر لیتا۔

اسلام میں ہدایت وراہ نمائی کے دو اہم سرچشمے ہیں۔ ایک قرآن مجید، دوسرا سنت نبوی، دونوں سرچشموں نے ایک طرف اتحاد و اتفاق کی اہمیت و افادیت پر زور دیا ہے تو دوسری طرف افتراق وانتشار کے نقصانات کو اجاگر کیا ہے۔ اس نے وحدت کی بنیاد پر بنی

نوع انسان کے درمیان اجتماعیت اور ذہنی وفکری ہم آہنگی پیدا کرنے کی دعوت دی ہے۔

قرآن میں اتحاد کا حکم اور افتراق سے ممانعت:

قرآن میں جہاں اتحاد کا حکم دیا گیا ہے وہیں پہلو بہ پہلو افتراق سے روکا گیا ہے۔ چناں چہ ارشاد ربانی ہے:

”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔“(آل عمران:103)

ترجمہ:”تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور افتراق سے بچو۔“

ایک دوسرے موقع پر افتراق کے نقصانات کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:”وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ۔“(انفال:46)

ترجمہ:”اور آپس میں نہ جھگڑو، ورنہ تم کم زور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔“

عرب، بعثت نبوی سے قبل اور اس کے بعد:

بعثت نبوی سے قبل عرب انتشار کا شکار اور باہم برسرپیکار تھے۔ ایک جنگ کی آگ سرد نہیں ہوتی تھی کہ دوسری کی آگ بھڑک اٹھتی تھی۔ یہ بات تقریباً طے شدہ حقیقت کی طرح تسلیم کی جا چکی تھی کہ جنگ عربوں کا مقدر بن چکی ہے۔ کوئی چیز ان کے دلوں کو جوڑ نہیں سکتی اور نہ عرب کبھی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے ہیں۔ ایسے پُرآشوب دور میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق نواز سے اتحاد واتفاق کی صدائے دل نواز بلند ہوئی۔

اس دل کش ودل پذیر آواز نے دلوں کو موہ اور ذہنوں کو جوڑ دیا۔ صدیوں سے بھڑکتی ہوئی قبائلی عصبیت کی آگ سرد پڑ گئی، کل کے دشمن آج کے دوست بن گئے، کل تک جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے آج ایک دوسرے کی جان ومال اور عزت وآبرو کے محافظ بن گئے، وحدت رب اور وحدت اب کے تصور نے مصنوعی گھروندوں کو توڑ کر وحدت انسانی اور وحدت ایمانی کی لافانی عمارت تعمیر کر دی۔ قرآن نے بڑے والہانہ انداز میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے:

”وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔“ (آل عمران:103)

ترجمہ: ”اور اپنے اوپر اللہ کے اس احسان کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا، چناں چہ تم اللہ کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔“

اتحاد پر احادیث نبوی:

اتحاد کی اہمیت اور ضرورت اور انتشار و افتراق کی مضرت کے بارے میں بکثرت احادیث وارد ہیں، ان سب کو یکجا کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے۔ بطور نمونہ چند حدیثوں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

”ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے ایسے ہی ہے جیسے ایک عمارت میں استعمال ہونے والی مختلف اینٹیں، جس طرح ایک اینٹ کو دوسری اینٹ سے قوت ملتی ہے، اسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کے لیے تقویت کا باعث ہوتا ہے۔“

گویا اسلام ایک عمارت ہے اور اہل ایمان اس کے اعضاء وارکان ہیں، جب یہ ارکان ہم رشتہ و پیوستہ رہیں گے تو دین کی عمارت مضبوط رہے گی اور جب یہ باہم افتراق کا شکار ہوں گے تو عمارت کی بنیادیں متزلزل ہو جائیں گی اور شجر امید خزاں رسیدہ ہو جائے گی۔

پیوستہ رہ شجر سے، امید بہار رکھ:

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

”اہل ایمان کی مثال ان کے آپس کی محبت، رحم دلی اور مہربانی میں جسم کی طرح ہے، جب اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم جاگتا ہے اور اس کو بخار آ جاتا ہے۔“

ایک اور موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:”مسلمان بھائی بھائی ہیں، نہ ان کی خیانت کرے، نہ ان سے جھوٹ بولے، نہ ان کو رسوا کرے، ہر مسلمان پر ہر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے۔“

قرآن وسنت کی تعلیمات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ جھوٹ، خیانت، بہتان و آبروریزی، ظلم وزیادتی، حسد وکینہ، غیبت و تجسس، غرض ان تمام چور دروازوں پر پہرہ بٹھا دیا گیا ہے اور ان تمام سوتوں کو بند کر دیا گیا ہے جہاں سے افتراق کو غذا مل سکتی ہے اور اتحاد کے قلعہ میں شگاف پڑنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

خدا اور اس کے رسول کی تعلیمات کا کرشمہ:

خدا اور رسول کی تعلیمات اور تربیت ہی کا کرشمہ تھا کہ مدینہ منورہ میں انتشار سے پاک اور اتحاد و یکجہتی سے بھرپور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتحاد کے ہتھیار سے لیس ہو کر جب جزیرۃ العرب سے باہر قدم نکالا تو کامرانی نے ہر جگہ ان کا استقبال کیا۔اتحاد ہی کی بدولت وہ اس قابل ہوئے کہ مختصر مدت میں دنیا کے ایک بڑے حصہ پر، حق وصداقت کا پرچم لہرا دیا۔وہ جہاں گئے کہیں اجنبیت محسوس نہیں کی۔ان کے ذہن ودماغ میں ہمیشہ یہ احساس تابندہ رہا کہ وہ ایک عظیم ملت کے ایک فرد ہیں۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، بیرونِ دریا کچھ نہیں

ملت سے وابستگی کا احساس ان کو توانائی عطا کرتا اور ان کے اندر جوش عمل اور ولولہ تازہ پیدا کرتا۔اور ان کے زبان حال سے یہ صدا گونجتی۔

میں چمن میں چاہے جہاں رہوں
میرا حق ہے فصلِ بہار پر

افتراق کے نتائج:

پھر حالات بدلے، زمانے نے پلٹا کھایا، وحدت کے جسم کو انتشار کے گھن لگ گئے، اتحاد کا رشتہ کمزور پڑ گیا۔اور وہ باہم دست بہ گریباں ہونے لگے تو دوسروں کو حوصلہ ملا۔ان کے دلوں میں اہل ایمان کے خلاف جرأت پیدا ہوئی۔اور نبوی پیشین گوئی کے مطابق قومیں ان پر اس طرح ٹوٹ پڑیں جس طرح فاقہ مست کھانوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ جو قوم وحدت رب اور وحدت اب کے نام پر دنیا کو متحد کرنے کی دعوت لے کر اٹھی تھی۔وہ آج سب سے زیادہ انتشار کا شکار ہے۔

صورت حال یہ ہے کہ مسلم حکومتوں کی تعداد کئی دہائیوں تک پہنچ گئی ہے،جن کے پاس افرادی قوت ہے اور ثروت کی فراوانی بھی،لیکن آج مسلمان دنیا کی سب سے زیادہ بے قیمت،سب سے زیادہ بے وقعت اور سب سے زیادہ بے وزن قوم ہے۔ یہ تصویر دنیائے اسلام کی ہے اور یہی تصویر ہندوستانی مسلمانوں کی بھی ہے۔کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود ملکی بساط پر ان کی کوئی حیثیت نہیں۔یہ بھی نہیں کہ وہ بالکل تہی دست اور قلاش ہوں، ان کے پاس بقدر ضرورت دولت بھی ہے اور باصلاحیت وذہین افراد بھی،شاندار ماضی ہے اور سب سے بڑھ کر قرآنی تعلیمات اور نبوی ہدایات ہیں، اس کے باوجود ان کی جو قیمت ہے اور ان کا جو وزن ہے اس کا ذکر ان کے بہی خواہوں کے لیے حوصلہ افزا اور خوش کن نہیں ہے۔پارلیمنٹ میں کوئی کرسی،کوئی وزارت اور گورنری کا کوئی عہدہ ان کے راہ نماؤں کو قانع بنانے اور پوری ملت کے مفاد کا سودا کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

اب تو قوم مسلم کی ارزانی کا یہ عالم ہے کہ ایک دل فریب نعرہ ان کو خوش کرنے کے لیے کافی ہے،مسلمانوں کی بے وقعتی اور بے وزنی کا بنیادی سبب ان کا باہمی افتراق ہے۔اتحاد واتفاق کے انجکشن کے ذریعہ ہی اس مرض کا اِزالہ ممکن ہے۔یہ کوئی سربستہ راز نہیں ہے جس پر سے پردہ اٹھانے کی ضرورت ہو۔سب ہی اس سے واقف ہیں،لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے اچھے کاموں کی توفیق سلب کر لی گئی ہے۔صحیح سمت میں ان کا قدم ہی نہیں اٹھتا ہے۔

اتحاد کی کوشش اور اس میں ناکامی:

مجھے انکار نہیں کہ وقتاً فوقتاً اتحاد واتفاق کے بارے میں مضامین چھپتے ہیں،تقریریں کی جاتی ہیں،ریزولیشن پاس ہوتے ہیں،لیکن اس سلسلے کی ساری کوششیں ہوا میں تحلیل ہو کر رہ جاتی ہیں،کوئی کوشش بار آور نہیں ہوتی۔اتحاد کا کوئی خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا،بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ جس شد و مد سے اتفاق کے لیے کاوش ہوئی اس پیمانہ پر انتشار میں

ABS ESTD 1880 سوسال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAHBrothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

اضافہ ہوا۔

’’مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی‘‘

توکیا یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اتحاد واتفاق کے امکانات بالکل معدوم ہیں؟ کیا اس سلسلہ کی کوئی کوشش بارآور نہیں ہوسکتی ہے؟

یقین کیجیے ہم اجتماع نقیضین کے قائل نہیں ہیں، ہمارا جواب دو الگ الگ حالتوں کا بیان ہے۔ اگر ہماری تگ ودو صحیح رخ پر ہوگی تو کام یابی کے امکانات روشن ہیں، لیکن اگر ہم نے غلط رخ پر قدم بڑھایا تو جوں جوں ہم آگے بڑھیں گے ہم سے منزل دور ہوتی چلی جائے گی۔

اتحاد قائم کرنے کے سلسلے میں ناکامی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ جو جماعت اور جو تنظیم بھی اتحاد کی دعوت لے کر اٹھتی ہے اس کی دل کش اور دل پذیر دعوت کے پس پردہ یہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ سب اپنا انفرادی وجود ختم کر کے ہمارے اندر ضم ہوجائیں۔

آپ نوٹ کرلیجیے کہ اتحاد کے اس نوع کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے گا۔ ایسی کوششوں سے اتحاد کے امکانات تاریک سے تاریک تر ہوتے چلے جائیں گے۔

روئے زمین پر بضرورت یا بلاضرورت جو درخت اُگ آتے ہیں ان میں نئی نئی شاخیں نکلیں گی اور نئی کونپلیں پھوٹیں گی۔ ان شاخوں اور کونپلوں کا وجود تسلیم کیے بغیر اور ان کو پھلنے پھولنے کا حق دیے بغیر اتحاد کے لیے جو بھی کوشش ہوگی ناکامی اس کا مقدر ہوگی۔

اتحاد کے امکانات:

اس کے برعکس اگر درج ذیل خطوط پر کام کیا جائے تو اتحاد کے امکانات روشن ہیں:

1..سب سے پہلے اپنے ذہن ودماغ کو یہ تسلیم کرنے کے لیے مجبور کیا جائے کہ ہر تحریک اور ہر تنظیم کا مقصد ایک ہے، یعنی دین کی خدمت اور ملت کی فلاح و بہبود، منزل سب کی ایک ہے، راہیں جدا جدا ہیں۔

2..تمام مسلم تنظیمیں باہم حلیف ہیں، حریف نہیں۔

3..ہر تحریک کا وجود قابل احترام ہے، لہٰذا کسی سے اپنا وجود ختم کرنے کا مطالبہ ناروا ہے۔

4..حدیث نبوی: ’’لا یؤمن احدکم حتی یحب لأخیه ما یحب لنفسه‘‘ کو مشعل راہ بنایا جائے۔

5..اپنے اپنے دائرہ میں ہر تنظیم کو کام کرنے اور اپنی سرگرمیوں کے مظاہرہ کا پورا حق دیا جائے، صرف محدود ملی مسائل پر اتحاد کی دعوت دی جائے، بالفاظ دیگر طریقہ کار وحدانی نہیں، وفاقی ہو۔

6..سب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے اور اتحاد کی دعوت دینے کے لیے چند مشترکہ مسائل کا انتخاب کیا جائے۔ مثال کے طور پر:

الف: نئی نسل کو مسلمان باقی رکھنے کا مسئلہ اور اس کے لیے طریقہ کار کا تعین۔

ب: ہندوستان میں اسلامی تشخص کا تحفظ۔

ج: جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا مسئلہ۔

یہ وہ مسائل ہیں جو مشترکہ دل چسپی کے ہیں، ان کی بنیاد پر مختلف جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتی ہیں۔ تقریباً ان ہی خطوط پر مسلم مشاورت کی بنیاد پڑی تھی اور جب تک مشاورت ان خطوط پر کار بند رہی مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ثابت ہوئی، اس کے مفید اثرات برآمد ہوئے، لیکن سیاسی طالع آزمائی کے نتیجہ میں مشاورت جیسے ہی ان خطوط سے ہٹی ایک لاشہ بے جان میں تبدیل ہوگئی۔

اتحاد واتفاق کی کوشش شروع کرتے وقت ماضی کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ماضی کی لغزشوں سے بچتے ہوئے مستقبل کا لائحہ عمل تیار کیا جاسکتا ہے، پھر کوئی وجہ نہیں کہ اتحاد کی کوشش بارآور نہ ہو۔ پھر خلاصہ کلام یہ ہے کہ:

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

مسلمان دنیا کی ایک باعزت قوم ہیں۔ ضرورت صرف جذبۂ عمل کی ہے اور اس جذبۂ عمل کو صحیح طور سے استعمال کرنے کی ہے:

خلوص فکر نہیں، عزم استوار نہیں
غلط گلہ ہے کہ ماحول ساز گار نہیں

ABDULLAHSATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972,32531133

تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں

بنگلہ دیش و سری لنکا کا سفر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیت اسلام کے مقابل ایک متوازی اور خطرناک فتنہ ہے، جو اہل اسلام اور اہل ایمان سے ان کے اسلام اور ایمان کو ختم کرنے کے لئے دشمنانِ دین اور انگریز کی طرف سے کھڑا کیا گیا ہے، کیونکہ ایمان نام ہے ہر اس چیز کے دل سے تصدیق کرنے اور ماننے کا جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں اور اس کے مقابل قادیانیت نام ہے ہر اس چیز کی مخالفت کرنے کا جس کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

قرآن کریم، سنت متواترہ، اجماع امت اور قیاس نے جب یہ ثابت کردیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ پر نازل ہونے والی کتاب آخری کتاب ہے۔ آپ پر نازل شدہ وحی آخری وحی نبوت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ، آخری صحابہ ہیں۔ آپ کے اہل بیتؓ آخری اہل بیت ہیں۔ آپ کی امت آخری امت ہے۔

قادیانیت نے ان تمام باتوں کے متوازی باتیں گھڑلیں، چنانچہ قرآن کریم کے مقابل مرزا کے الہامات کے مجموعہ ”تذکرہ“ کو کتاب مقدس کا درجہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کے مقابل ”سیرت المہدی“ کو روایت کیا، صحابہ کرامؓ کے مقابل مرزا کے اولین مریدین کو صحابی کہا جانے لگا اور ان کے لئے ”رضی اللہ عنہ“ کہا گیا، مرزا کے گھر والوں کو نعوذ باللہ! اہل بیت سے موسوم کیا جانے لگا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقابل مرزا قادیانی اپنی بیوی نصرت جہاں کو خدیجۃ الکبریٰ کا مقام اور مرتبہ دلوانے لگا، جیسا کہ اس نے اپنا الہام لکھا کہ: ”اشکر نعمتی رئیت خدیجتی۔ میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔“ (تذکرہ مجموعۂ الہامات ص:۳۷، ط:۱۹۷۷ء) نعوذ باللہ من ذالك! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو روایتی مسلمان اور جہنمی اور مرزا پر ایمان رکھنے والوں کو اصلی حقیقی مسلمان کہا گیا۔ خلاصہ یہ کہ دین اسلام کی ہر ایک چیز کے متوازی قادیانیت نے اپنی چیزیں بناڈالیں۔

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے ایمان کی حفاظت کے لئے یہ بھی فرمادیا کہ میرے بعد تیس بہت بڑے جھوٹے اور بہت بڑے فریبی آئیں گے، ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔“

فتنۂ قادیانیت جسے انگریز نے اپنی اغراض، مقاصد اور اسلامی ممالک کی جاسوسی کے لئے پیدا کیا اور کھڑا کیا، جس کی اس نے آب یاری کی اور ابھی تک کررہے ہیں۔ ہندوستان سے نکل کر پاکستان اور اسلامی برادری کی مخبری اور جاسوسی کے لئے کئی اسلامی ممالک میں گھسنے لگا، الحمدللہ! ہمارے اکابر کی محنتوں، کوششوں اور کاوشوں سے رابطہ عالم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ۱۹۷۴ء میں انہیں مسلمانوں سے علیحدہ غیر مسلموں کا ایک گروہ قرار دیا گیا اور پھر پاکستان کی قومی اسمبلی میں باقاعدہ ۱۳ دن کی پوری بحث وتمحیص اور غور وخوض کے بعد انہیں پاکستان کے آئین ودستور میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، اور پھر غیر مسلم ممالک میں بھی افریقا اور موریشس سمیت جہاں جہاں بھی عدالتوں میں یہ مسئلہ گیا، ان تمام عدالتوں نے دلائل کی روشنی میں واضح کیا کہ قادیانیت کا اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

ماضی قریب میں بنگلہ دیش (جو ایک زمانہ میں مشرقی پاکستان تھا) میں حسینہ واجد کی حکومت تھی اور انڈیا کی شہ پر اس نے بنگلہ

دیش کے عوام خصوصاً دین دار طبقہ کو چن چن کر نشانہ بنایا، جس سے وہاں کے قادیانیوں کو بھی شہ مل گئی، انہوں نے بھی وہاں پر پُرزے نکالنے شروع کردیے، حتی کہ ایک موقع پر حکومت وقت نے بنگلہ دیش میں نوٹیفکیشن کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا تو حسینہ واجد کے دورِ حکومت میں اس آرڈی نینس کو منسوخ کردیا گیا، جس سے قادیانیوں کو بنگلہ دیش میں سر اٹھانے اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کا گویا لائسنس مل گیا۔ حسینہ واجد کے اقتدار کے ختم ہوتے ہی علمائے کرام اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اس فتنہ کی راہ روکنے کے لئے ایک عالمی تحفظ ختم نبوت کانفرنس کرانے کا فیصلہ کیا تو اس کے لئے ''اتحادِ مجالس ختم نبوت بنگلہ دیش'' (فیڈریشن آف ختم نبوت کونسلز بنگلہ دیش) کے نام پر اتحاد بنایا گیا، جس کے لئے بزرگ شخصیت حضرت مولانا عبدالحمید پیر صاحب کو اس کا امیر اور حضرت مولانا مفتی محمد علی صاحب کو نائب امیر بنایا گیا۔ دونوں بزرگوں نے پاکستان کا سفر کیا اور یہاں پاکستان میں قائدِ ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، صدرِ وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم اور راقم الحروف کو اس کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت دی گئی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اپنے اسفار کی بنا پر شرکت سے معذرت کی، جب کہ مولانا سید سلیمان یوسف بنوری حفظہ اللہ نے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نائب رئیس حضرت مولانا سید احمد یوسف بنوری حفظہ اللہ کو اپنی نیابت کے لئے اور راقم الحروف کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اس کانفرنس میں شرکت کا حکم دیا۔

بنگلہ دیش کا یہ نمائندہ وفد اسلام آباد سے ہوتا ہوا جب کراچی پہنچا تو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، جامعہ دارالعلوم کراچی کے ساتھ ساتھ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر میں بھی تشریف لایا، لیکن راقم الحروف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لئے ملتان میں تھا، اس وقت ملاقات تو نہ ہوسکی لیکن انہوں نے میرے ویزہ، ٹکٹ اور دوسرے تمام ضروری امور کے لئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، متخصص اور مکتبۃ المعارف کے ذمہ دار حضرت مولانا رفیق الاسلام زید لطفہ کو ذمہ دار بنایا جو کہ بنگلہ دیش کے پیدائشی ہیں اور اب پاکستان میں سکونت پذیر ہیں، اور ان کا دونوں ممالک میں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ انہوں نے راقم الحروف کو اطلاع دی کہ آپ کا بنگلہ دیش کا ویزہ لگانا ہے، پاسپورٹ میرے پاس بھیج دیں، بندہ نے تعمیل کی۔ بنگلہ دیش سے فون پر حضرت مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب جو کہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل و متخصص ہیں اور اس وفد سے چند دن پہلے یہ بھی ایک وفد کی صورت میں پاکستان تشریف لا چکے تھے، جامعہ کے رئیس حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم سے انہوں نے ملاقات کی اور اس کانفرنس کے ابتدائی خاکے اور تیاری کے لئے مشاورت کی تھی، اتفاق سے اس وقت راقم بھی رئیس جامعہ کے ساتھ ایک میٹنگ میں شریک تھا اور حضرت مہتمم صاحب نے راقم الحروف کا تعارف کرایا تھا کہ یہ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر ہیں، ان سے ملاقات ہوئی اور موبائل نمبر کا وہیں تبادلہ ہوا تھا، انہوں نے بنگلہ دیش سے فون پر فرمایا کہ: آپ بنگلہ دیش کے لئے تقریباً ۱۲، ۱۳ دن ضرور رکھیں تا کہ بنگلہ دیش کے بڑے بڑے جامعات اور مدارس میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں بیانات اور پروگرامات کیے جاسکیں، راقم الحروف نے ہامی بھرلی اور انہیں بتایا کہ مولانا رفیق الاسلام صاحب کو بتادیں، تا کہ اسی حساب سے وہ ٹکٹ وغیرہ بنوالیں۔

مولانا رفیق الاسلام صاحب نے ویزہ اور ٹکٹ وغیرہ کے امور طے کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت مولانا سید احمد یوسف بنوری مدظلہ نے اپنی ترتیب علیحدہ بنائی ہے، اور آپ کی ترتیب ہمارے وفد کے ساتھ ہوگی اور ساتھ ہی فرمایا کہ بنگلہ دیش کے ساتھ ساتھ سری لنکا کا بھی ویزہ لے لیا ہے، اس طرح بنگلہ دیش میں تقریباً ۱۳ دن اور سری لنکا میں چار دن علماء کرام اور اپنے مسلمان بھائیوں میں رہیں گے اور ان سے ملاقاتیں کریں گے یوں ہمارے قافلہ کی واپسی یکم دسمبر کو ہوگی۔ اس

وفد میں حضرت مولانا صاحبزادہ پیر عزیزالرحمٰن رحمانی مدظلہ، آپ کے صاحبزادے مولانا محمد عبداللہ صاحب، آپ کے مرید اور سفر کے ساتھی بھائی جبران ، حضرت سید کفیل شاہ بخاری مدظلہ، ان کے صاحبزادے بھائی عطاء المحسن صاحب، مفتی تقی الدین شامزئی صاحب، مولانا عبدالعزیز بیگ صاحب، قاری فیض اللہ چترالی صاحب، مولانا رفیق الاسلام صاحب، مولانا محمد عمران بن ولی درویش صاحب، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب جامعہ ابن عباس، مولانا محمد معاویہ بن بھائی خالد عمران صاحب اور راقم الحروف گویا ۱۳ نفوس پر مشتمل یہ قافلہ تیار ہوا۔ اسی طرح حضرت مولانا صاحبزادہ پیر عزیز الرحمٰن رحمانی صاحب کی دعوت پر برطانیہ سے مولانا خلیل الرحمٰن (برمنگھم)، مولانا محمد یونس خان (اولڈھم) اور بھائی علاؤالدین بھی شرکت کے لیے بنگلہ دیش آچکے تھے۔ کراچی ایئر پورٹ سے مفتی تقی الدین شامزئی صاحب بھی اس قافلہ کے ہم سفر ہوئے۔ بعدازاں حضرت مولانا سید احمد یوسف بنوری اور مولانا رضاء اللہ صاحب براستہ قطر، بنگلہ دیش قافلے سے چند گھنٹے پہلے پہنچ چکے تھے۔

۱۳ر نومبر ۲۰۲۵ء بروز جمعرات شام پانچ بج کر پچاس منٹ پر سری لنکا ایئر لائن کے ذریعے یہ قافلہ کراچی سے روانہ ہوا، ایئرپورٹ پر حضرت مولانا پیر عزیزالرحمٰن صاحب رحمانی نے راقم الحروف سے فرمایا کہ: آپ اس سفر کے امیر ہیں، میں نے عرض کیا کہ: حضرت! میں خادم ہوں، آپ اس قافلہ کے سرپرست بھی ہیں اور امیر بھی۔ سید کفیل شاہ صاحب نے میری تائید کی، یوں اس قافلہ کا مولانا رفیق الاسلام کی راہبری و راہنمائی اور حضرت پیر جی کی سرپرستی اور امارت میں یہ سفر شروع ہوا۔ کراچی ایئر پورٹ پر مولانا عبدالعزیز بیگ صاحب کے صاحبزادہ مولانا محمد خزیمہ صاحب جو کہ سعودی کونسل خانہ میں ہیں اور سعودیہ وغیرہ سے آنے والے مہمانوں کے پروٹوکول کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں، انہوں نے ہمارے بورڈنگ پاس سے لے کر امیگریشن کے تمام مراحل اپنی نگرانی اور معاونت میں بڑی آسانی کے ساتھ طے کرائے، بلکہ ایئرپورٹ کے وی آئی پی لاؤنج میں بھی لے گئے، جہاں چائے، کافی اور سینڈوچ وغیرہ سے پورے قافلہ کی میزبانی کی، اتفاق سے اس لاؤنج کے کافی شاپ میں ہمارے دوست اور بھائی امام رضا صاحب کے بڑے صاحبزادے سید محمد معاویہ صاحب بھی استقبال کے لئے موجود تھے، جو ایئر پورٹ کے اندر ہمیں الیکٹرک گاڑی پر بٹھا کر اندر تک لے گئے اور انہوں نے بھی اس قافلہ کی چائے، کافی کی اس دعوت میں میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ نمازِ عصر کے بعد پرواز کا اعلان ہوا، طیارے میں سوار ہوئے اور سری لنکا روانہ ہوگئے۔

کراچی ایئر پورٹ سے جہاز اپنے وقت پر چلا اور تقریباً ساڑھے تین گھنٹے کی اڑان بھرنے کے بعد سری لنکا کے کولمبو بندرا نائیکے ایئرپورٹ پر رات کے نو بجے جہاز اترا، چونکہ کولمبو میں ہمارا دس گھنٹے کا قیام تھا، اس لئے سری لنکن ایئر لائنز نے ہمیں ہوٹل دیا تھا، ایئر پورٹ سے باہر نکلنے کے بعد ہوٹل کی گاڑی کے انتظار میں تھے کہ سری لنکا کی جمعیت علماء کے صدر اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل و متخصص حضرت مولانا محمد ابراہیم رضوی صاحب جو کہ اسی وقت آسٹریلیا سے واپس آئے تھے، حضرت مولانا پیر عزیزالرحمٰن صاحب سے ان کی ملاقات ہو گئی، پورا وفد ان سے ملا، انہوں نے فرمایا کہ: میں نے آپ کے بنگلہ دیش کی واپسی پر یہاں سری لنکا میں پورا پروگرام ترتیب دے دیا ہے، چونکہ ان دنوں میں سفر پر ہوں گا تو ہمارے ساتھی آپ کو ایئر پورٹ سے وصول کرلیں گے اور آگے کے پروگراموں کے لئے وہ آپ کی راہبری اور معاونت کریں گے۔

اب ہوٹل کی بس آگئی، ہمارے قافلہ کو دو ہوٹلوں میں تقسیم کیا گیا، ایک ہوٹل ویٹانا کولمبوسٹی کے اندر، ایئرپورٹ کے بالکل قریب واقع تھا، جہاں ہمارے دس ساتھیوں کو ٹھہرایا گیا؛ جبکہ دوسرا ہوٹل ساحلِ سمندر کے نزدیک، قریب پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، جہاں ہمارے تین ساتھیوں کی رہائش کا اہتمام کیا گیا۔

سری لنکا میں قدم رکھتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے یہ ملک اپنی فطرت، سادگی اور لطافت کے ساتھ کسی خاموش دلکشی میں ڈوبا ہوا ہے۔ رات کے گیارہ بجے شہر پر ایک عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے میں ہمارے ذہنوں پر سب سے بڑا خیال حلال کھانے کے حصول کا تھا۔ کیونکہ شہر میں زیادہ تر ہوٹلز بند ہو

چکے تھے اور جو چند کھلے تھے، وہاں مناسب حلال خوراک ملنے کی امید بہت کم نظر آتی تھی۔

اسی دوران مولانا عبدالعزیز بیگ صاحب کی محبت اور رفاقت ایک مرتبہ پھر نمایاں ہوئی، بیگ صاحب خصوصی طور پر کراچی سے تیار شدہ شامی کباب اور چپاتیاں ساتھ لائے تھے۔ جب وہ محبت بھرا کھانا ہمارے سامنے رکھا گیا تو دل خوشی اور شکر سے بھر گیا۔ وہ نوالے محض خوراک نہیں تھے، بلکہ سفر کی تھکن دور کرنے والی ایک روحانی راحت بن گئے۔

ہوٹل پہنچ کر ائیر لائن کی جانب سے سب مہمانوں کو الگ الگ کمرے دیے گئے۔ ضروریات اور نماز سے فارغ ہو کر جب کھانا تناول کیا تو رات کے ڈیڑھ بجنے کو آئے تھے۔ چند گھنٹوں کے آرام کے بعد فجر سے پہلے بیدار ہوئے۔ تیاری مکمل کی فجر کی نماز ادا کی اور ہوٹل کی بس کے ذریعے دوبارہ ایئر پورٹ کے لیے روانہ ہوگئے۔ صبح صادق کی ٹھنڈی ہوا، بارش کے بعد مٹی کی مہکتی ہوئی خوشبو، اور صاف ستھری سنسان سڑکیں...... ہر منظر طبیعت کو بے پناہ فرحت بخشتا تھا۔

امیگریشن کے مراحل طے کرنے کے بعد جہاز میں سوار ہو کر تقریباً ۷ بج کر پچاس منٹ پر ہماری پرواز نے سری لنکا سے اڑان بھری اور ساڑھے گیارہ بجے بنگلہ دیش ڈھاکا کے جلال الدین ایئر پورٹ پر اترے، ڈھاکا پہنچ کر امیگریشن کے پرانے اور قدرے تکلیف دہ نظام سے گزرتے ہوئے بیلٹ پر پہنچے۔ تمام ساتھیوں نے اپنے اپنے بیگ جمع کیے، کثیر تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ دو بیگ نہیں ہیں، ایک مولانا عبدالعزیز بیگ صاحب کا اور دوسرا سید کفیل شاہ بخاری صاحب کا۔ ایئر پورٹ کے عملہ کو شکایت درج کرائی، اس وجہ سے خاصا وقت کارروائی میں صرف ہو گیا، ظہر کی نماز یہیں ایئر پورٹ پر ہی پڑھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ان بیگوں میں موبائل کا پاور بینک تھا، اس لئے وہ بیگ سری لنکا سے لوڈ نہیں کیے گئے، تقریباً پانچ دن کے تھکا دینے والے انتظار اور کارروائی کے بعد وہ بیگ سری لنکا سے بنگلہ دیش پہنچے۔

ایئر پورٹ سے باہر نکلے تو ہمارے میزبان مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب اور ان کے رفقاء محبت اور بے چینی سے ہمارے استقبال کے منتظر کھڑے تھے، نہایت پُرتپاک خیر مقدم ہوا، پھولوں کے خوبصورت گل دستے پیش کیے اور پھر چار گاڑیوں پر مشتمل اس قافلہ کو المرکز الاسلامی بابر روڈ محمد پور، ڈھاکا لے جایا گیا۔

المرکز الاسلامی ایک ایسا ادارہ ہے جو فلاحی خدمات کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہے، آٹھ منزلہ عمارت میں ہسپتال اور مہمان خانہ دونوں شامل ہیں۔ ہمیں مہمان خانے کے کمروں میں ٹھہرایا گیا۔ المرکز الاسلامی کے بانی مولانا شہید الاسلامؒ جو ہماری جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل و متخصص، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن نور اللہ مرقدہ کے عاشق زار تھے، وہ اپنی زندگی میں اہل بنگلہ دیش کی خدمت کے لیے مکاتب، مدارس کے قیام اور یتامیٰ کی کفالت کے علاوہ سیلاب اور آفات وغیرہ میں ہمہ جہت مستعد رہتے تھے۔ اس بنا پر بنگلہ دیش کے لوگوں میں ان کی محبت دیدنی تھی، ایک بار الیکشن میں حصہ لیا تو ایک حلقہ میں حسینہ واجد کو ہزاروں ووٹوں کی برتری سے شکست دی، اس لئے جب وہ اقتدار میں آئی تو ان کے لیے بہت زیادہ مشکلات کھڑی کر دیں، یہاں تک کہ ان کا بنگلہ دیش میں رہنا مشکل بنا دیا اور مسافرت ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ بہر حال! حضرت مفتی احمد الرحمٰن قدس سرہ نے اس ادارے کا سنگ بنیاد رکھا اور پہلی ایمبولینس اپنی طرف سے اس ادارہ کو ہدیہ کی۔ اس کے بعد اس ہسپتال کی تعمیر میں صاحبزادہ مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی مدظلہ نے بھرپور حصہ ملایا اور مولانا شہید الاسلامؒ نے آپ کو اس کے ٹرسٹیوں میں شامل کیا تھا۔ اب یہ ٹرسٹ اور ادارہ ایک انٹرنیشنل ادارہ بن چکا ہے، جس کے تحت کئی ہسپتال، جنازہ گاہ، میت کے لئے غسل خانہ، مدارس اور مکاتب چل رہے ہیں، بنین اور بنات کا بہت بڑا مدرسہ بھی بنگلہ دیش میں چل رہا ہے۔ اب ان تمام امور کی نگرانی آپ کے بیٹے محمد حمزہ شہید الاسلام کر رہے ہیں۔ اس مرکز الاسلامی میں پہنچ کر ہم نے آرام کیا، دوپہر کا کھانا کھایا، عصر کی نماز ادا کی بعد از نمازِ مغرب فضلائے بنوری ٹاؤن کے اجتماع کے لئے ڈھاکا شہر کے اُترا مقام پر گئے۔

جہاں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فضلاء کی جانب سے جامعہ کے نائب مہتمم، اساتذہ اور اس پاکستانی وفد

کے اعزاز میں ایک نہایت شاندار اور پُروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا۔تقریب میں سب سے پہلے جامعہ بنوری ٹاؤن کے بنگلہ دیشی فضلاء نے سنِ فراغت کے ساتھ اپنا تعارف پیش کیا۔پھر جامعہ کے اساتذہ مفتی تقی الدین شامزی صاحب،مفتی عمران ولی صاحب،راقم الحروف،اور قدیم فضلاء میں مولانا عبدالسلام صاحب مہتمم جامعہ دارالہدیٰ اسلام آباد،مولانا سید فیصل ندیم شاہ صاحب،سید کفیل شاہ بخاری صاحب نے مختصر مگر جامع بیان فرمایا۔دعا سے قبل جامعہ کے نائب مہتمم مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری صاحب کا دل کو چھو لینے والا پُراثر خطاب ہوا۔اجتماعی دعا حضرت مولانا صاحبزادہ پیر عزیز الرحمن رحمانی دامت برکاتہم نے کروائی۔پھر نہایت پرتکلف عشائیے میں بنگلہ دیشی ذائقوں اور مٹھائیوں کے ساتھ اس پورے وفد کی ضیافت کی گئی۔دیر تک ملاقاتوں اور چائے کے دَور جاری رہے،اور یوں یہ مصروف، پُرمعنی اور روحانی خوشبوؤں سے بھرا دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

اسی دوران مولانا رفیق الاسلام صاحب نے اطلاع دی کہ صبح 10 بج کر 30 منٹ پر عالمی ختم نبوت کانفرنس کے لیے روانگی ہوگی، صبح نماز اور ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد قافلے نے اس کانفرنس میں جانے کی تیاری کی۔کچھ ہی لمحوں بعد سات گاڑیوں پر مشتمل ہمارا قافلہ پروٹوکول کے ساتھ سروردی اُدّن کے علاقے میں واقع جلسہ گاہ کی سمت روانہ ہوا۔راستے میں بنگلا دیش تبلیغی جماعت کے مرکزی مرکز کاکریل مسجد سے بھی گزر ہوا جو اپنی عظمت کے ساتھ خاموش مگر روشن پیغام دے رہی تھی۔جوں جوں جلسہ گاہ کے قریب پہنچے،مناظر بدلتے گئے۔ہر طرف سفید پوش، داڑھی ٹوپی والے عوام الناس کے بے شمار پیدل قافلے جلسہ گاہ کی جانب بڑھتے دکھائی دیے۔لوگوں کا ایسا جمِ غفیر کہ دور تک انسانوں کا سمندر موجزن تھا۔واقعی دل خوشی سے معمور ہوگیا۔عالمی ختم نبوت کانفرنس ایک وسیع و عریض میدان میں منعقد تھی۔تا حدِ نظر انسانی ہجوم کا ایک بحرِ بیکراں موجزن تھا۔فضا میں ایک ہی نعرہ مسلسل گونج رہا تھا:”کافر، کافر......قادیانی کافر!“

ہماری گاڑیاں اس طرف لے جائی گئیں، جہاں سے اسٹیج قریب تھا۔اس کے باوجود طلبہ، شوقِ ملاقات اور احترام کے جذبات لیے مصافحے کے لیے بے تاب تھے۔اسٹیج کے راستے میں دونوں جانب کھڑے طلبہ نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر حفاظتی حصار بنا رکھا تھا۔

خطابات کا سلسلہ طویل تھا،جس میں بنگلا دیش، پاکستان،سعودی عرب،متحدہ عرب امارات اور نیپال وغیرہ سے آئے علماء کرام، دینی، مذہبی و سیاسی شخصیات نے اپنے اپنے انداز میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے عنوان پر نہایت مؤثر اور مدلل بیانات ارشاد فرمائے۔اس کانفرنس کے خطباء میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

بنگلا دیش کے اکابر: شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ فاروق،صدر جمعیت علماء اسلام،مفتی مامون الحق (فرزند شیخ الحدیث مولانا عزیز الحق،شاگردِ علامہ انور شاہ کشمیریؒ)،مفتی رضاء الکریم صاحب پیر صاحب چار مونیٔ، صدر اسلامی اندولن بنگلا دیش،صلاح الدین صاحب، نائب صدر بنگلا دیش نیشنل پارٹی،مفتی محفوظ الحق، ناظم وفاق المدارس بنگلا دیش،مفتی جسیم الدین، نائب مہتمم جامعہ اھلیہ چٹاگانگ، فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی،حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد ؛حضرت مفتی محمود الحسن صاحب،صدر وفاق المدارس بنگلا دیش،مفتی عبدالملک صاحب،فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن و خطیب بیت المکرم مسجد ڈھاکا،اور بیسیوں دیگر سیاسی و مذہبی اکابر علمائے کرام۔

پاکستان کے اکابر: قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، ناظم اعلیٰ جمعیت علمائے اسلام،مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری صاحب،نائب مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن،مولانا اسعد محمود صاحب،مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس پاکستان،مولانا سعید یوسف صاحب (آزاد کشمیر)،دارالعلوم کراچی سے مولانا عمران اشرف عثمانی اور مولانا زبیر اشرف عثمانی صاحبان، سید کفیل شاہ بخاری صاحب،امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان،مولانا اورنگزیب فاروقی صاحب،صدر جماعتِ اہل سنت ،مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ ، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی،مولانا الیاس گھمن صاحب ،مولانا معاویہ اعظم صاحب،مولانا عرفان الحق حقانی صاحب (اکوڑہ خٹک) اور

متعدد دیگر علماء کرام۔

نیپال کا وفد: امیر جمعیت علمائے اسلام نیپال و رکن نیشنل اسمبلی، مولانا خالد صدیقی صاحب، اور دیگر علماء کرام۔ اس عالمی کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں پیش کی گئیں اور مجمع عام نے ہاتھ اٹھا کر ان قراردادوں کو پاس کیا:

”۱: .... احمدی یا قادیانی نام سے شناخت رکھنے والا گروہ دراصل کافر اور غیر مسلم اقلیت ہے۔ انھیں احمدی مسلمان کہنا جائز نہیں، بلکہ اسے قادیانی جماعت کے نام سے پکارا جائے۔

۲: .... قادیانیوں کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود کو دین اسلام سے متصف کریں یا اسلامی شعائر استعمال کریں، جیسے: کلمہ طیبہ، نماز، زکاۃ، روزہ، حج، اذان، عید، قربانی، صحابی اور ام المؤمنین کا لقب، وغیرہ۔

۳: .... قادیانیوں کے مراکز کو مسجد کہنا درست نہیں، بلکہ انھیں قادیانی عبادت گاہ کا نام دینا چاہیے۔

۴: .... مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان رشتہ ناتا شرعی طور پر باطل ہے، جو قادیانی خود کو چھپا کر کسی مسلمان عورت سے نکاح کرے تو اس کا قانونی محاسبہ کرنا لازم ہے اور یہ نکاح کالعدم سمجھا جائے گا۔

۵: .... قادیانی مردوں کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی انھیں مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنا جائز ہے، اور قادیانی اور مسلمان کے درمیان وراثت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

۶: .... قادیانی لٹریچر، ان کے کیے گئے تراجم قرآن اور ہر وہ تبلیغی مواد جو اسلام کے نام سے موسوم ہو، ان سب کی نشر و اشاعت روکی جائے۔“

یہ کانفرنس ہر اعتبار سے کامیاب با مقصد اور وقت کی ایک اہم ضرورت تھی، جسے بنگلہ دیش کے علاوہ انٹرنیشنل میڈیا نے بھرپور کوریج دی، جس کی کامیابی کا اندازہ بنگلہ دیش کے قادیانیوں کے علاوہ انڈیا اور برطانوی قادیانیوں کے اس کانفرنس کے خلاف شور و غل اور جھوٹے پروپیگنڈے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے اور دعا کے بعد ہم وہاں سے واپس روانہ ہوئے۔ کچھ دیر بعد مولانا مستفیض الرحمن صاحب کی معیت میں میرپور کے علاقے میں واقع ”جامعۃ العلوم“ پہنچے، جہاں پُرتکلف ظہرانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مہتمم مولانا ابوالبشر نعمانی صاحب اور اساتذہ کرام کی محبت و تواضع کا یہ عالم تھا کہ وہ آپ کی پلیٹ خالی دیکھ کر گویا خود کو قصوروار سمجھتے تھے۔

نمازِ مغرب کے بعد مسجد میں راقم الحروف نے کچھ دیر بیان کیا، اس کے بعد حضرت صاحبزادہ پیر عزیز الرحمٰن رحمانی صاحب نے اپنے سفرِ دیوبند کے کئی دلنشین مشاہدات بیان کیے۔ اس کے بعد مہتمم صاحب کی خصوصی درخواست پر مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری صاحب نے دورۂ حدیث کے طلبہ کو حدیث پڑھائی اور انہیں باقاعدہ اجازتِ حدیث بھی مرحمت فرمائی۔

اس کے بعد ہم اس ادارے سے رخصت ہوئے اور علی پور میں واقع ”جامع ابرار“ کی طرف روانہ ہوئے، جہاں کے مہتمم مولانا علی صاحب نے نہایت گرم جوشی سے استقبال کیا، اور بعد ازاں مسجد میں سید کفیل شاہ صاحب، راقم الحروف کے علاوہ حضرت مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری صاحب نے پُرمغز و پُراثر بیان فرمایا۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ پیر عزیز الرحمن رحمانی صاحب نے مختصر مگر نہایت جامع گفتگو فرمائی اور دعا کروائی، دعا کے بعد بہترین پاکستانی طرز کے عمدہ پکوانوں سے ہماری ضیافت کی گئی اور محبتوں اور عقیدتوں کے ملے جلے جذبات کے ساتھ وہاں کے حضرات نے ہمیں رخصت کیا۔

(جاری ہے)

جامعہ عثمانیہ مدنیہ ٹاؤن میں جلسہ

۷ نومبر عشاء کی نماز کے بعد مولانا عبدالرشید غازی کی دعوت پر راقم الحروف نے جامعہ عثمانیہ مدنیہ ٹاؤن فیصل آباد میں منعقدہ جلسہ سے خطاب کیا۔ جلسہ سے ملک کے نامور خطیب مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ، محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ آخری بیان مولانا مفتی عبدالواحد قریشی مدظلہ کا ہوا۔ تقریباً ساڑھے دس بجے رات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر مولانا سیّد خبیب احمد شاہ مدظلہ کی دعا پر جلسہ اختتام کو پہنچا۔ مدرسہ سے حفظ مکمل کرنے والے دو بچوں کی دستار بندی راقم اور مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ کے ہاتھوں کرائی گئی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

خیبر پختونخواہ کا تبلیغی دورہ:

آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر کی دعوت کے سلسلہ میں راقم کا ہر سال خیبر پختونخواہ کا دورہ ہوتا ہے۔ ۲۶/نومبر صبح ۱۰ بجے چناب نگر سے سفر کا آغاز کیا۔

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد:

ملک کے نامور عالم دین، درجنوں کتابوں کے مصنف، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم العالیہ اس جامعہ کے بانی ہیں۔ ان کے حکم پر ان کے جامعہ ”جامعہ ابوہریرہ“ میں عصر کی نماز سے قبل تقریباً بیس منٹ کورس کی اہمیت پر بیان ہوا، کئی ایک طلبا نے شرکت کے وعدے کئے۔

جامعہ ترتیل القرآن باباکرم شاہ نوشہرہ:

اسی دن ۲۶/نومبر عشاء کی نماز کے بعد جامعہ ترتیل القرآن میں بیان ہوا۔ جامعہ کے بانی ہمارے حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد علی لاہوریؒ کے برادر مولانا محمد علی کے پوتے (قاری محمد اسلم مدظلہ) ہیں۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ کے امیر ہیں، ان کے جامعہ سے ہر سال رفقاء شریک ہوتے ہیں۔ اس سال کے لئے پچیس تیس طلبا نے نام لکھوائے۔ راقم نے رات کو آرام و قیام بھی جامعہ میں کیا۔

تیمرگرہ میں تقسیم انعامات کی تقریب میں شمولیت:

۲۷/نومبر کو تیمرگرہ ریسٹ ہاؤس کے گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا عزیزالرحمن ثانی، مولانا قاری اکرام الحق امیر مجلس مردان، مولانا عابد کمال کے علاوہ مفتی فضل غفور، مولانا مفتی عرفان الدین، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما مولانا صلاح الدین ایوبی اور دیگر نے خطاب کیا۔ کانفرنس بھرپور اور کامیاب ہوئی۔ جس میں ضلع دیر پائیں کی سات تحصیلوں کے امراء اور زعماء نے بھرپور محنت کی تو امیر ضلع مولانا عمران حقانی مدظلہ کی خواہش تھی کی جن حضرات نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے دن رات محنت کی، انہیں انعامات کسی مرکزی ساتھی کے ہاتھوں دلوائے جائیں، چنانچہ پشاور کے مبلغ مولانا عابد کمال نے مقامی ساتھیوں کو راقم کے دورہ کی اطلاع دی، مقامی احباب نے آناً فاناً ضلع دیر پائیں کے احباب کو اطلاع دی، تو انہوں نے تالاش کی جامع مسجد میں ۲۷/نومبر کو ظہر کی نماز کے بعد پروگرام طے کیا۔ راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور اکابرین کی عظیم الشان خدمات اور علماء کرام کی ذمہ داری کے عنوان پر آدھ گھنٹا بیان کیا۔ بیان کے بعد انعامات کی تقسیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ ضلع دیر پائیں کی سات تحصیلیں ہیں، سات تحصیلوں کے امراء کو قادیانی شبہات کے جوابات (کامل) بطور انعام دی گئیں، جبکہ بعض حضرات کو آئینہ قادیانیت، بعض حضرات کو ختم نبوت کورس، بعض حضرات کو ختم نبوت ڈائری، ختم نبوت کیلنڈر بطور انعام دیئے گئے، یوں ۸۸ حضرات کو انعامات تقسیم کئے گئے، یہ جمعرات کا روز تھا، راقم نے علماء کرام اور مہتممین سے استدعا کی کہ کورس میں طلبا بھیجیں، مہتممین اور مدرسین نے وعدہ کیا۔ صدارت مولانا عمران حقانی مدظلہ اور مولانا سمیع اللہ حقانی نے کی۔

جامع مسجد ابوبکر صدیق تہکال میں خطبہ جمعہ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے روح رواں چاچا عنایت اللہ، مولانا عابد کمال نے راقم کی تشکیل جامع مسجد ابوبکر صدیق تہکال میں کی۔ خطبہ جمعہ سے پہلے راقم نے آدھ گھنٹا سے زیادہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا۔ مولانا عابد کمال نے جامع مسجد مولانا محمد صدیق میں خطبہ دیا۔ پشاور سے کوہاٹ کا سفر کیا۔ کوہاٹ میں ایک خاتون نے اٹھارہ مرلہ قطعہ اراضی مجلس کو وقف کیا،

مجلس نے اس ارض موقوفہ پر دفتر اور مسجد قائم کی۔ مقامی مجلس کے امیر مولانا مجاہدین مدظلہ، بھائی محمد علی مجلس کے روح رواں ہیں اور ان کے رفقاء کی مساعیٔ جمیلہ سے کوہاٹ ضلع کے طول وعرض میں ختم نبوت کانفرنسیں، ختم نبوت کورسز اور دروس کا سلسلہ جاری ہے۔ رات قیام وآرام اپنے خوبصورت دفتر میں رہا۔

جامعہ اسلامیہ کوہاٹ:

جامعہ کے بانی شیخ الحدیث مولانا نعمت اللہ خانؒ تھے۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی ڈگری فتح پور دہلی کے جامعہ سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد ایک سال دارالعلوم دیوبند میں تعلیمی داخلہ لیا۔ رہائشی داخلہ نہ مل سکا۔ رہائش ایک مسجد میں رکھی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے ترمذی شریف کا درس لیا۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا اور کامیاب ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں اس گروپ میں شامل تھے۔ جس نے ختم نبوت کی ترمیم پر دستخط کئے اور پوری تحریک میں قائدین تحریک کے شانہ بشانہ رہے اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی تحریک کے فاتحین میں سے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں جامعہ اسلامیہ کے نام سے کوہاٹ میں ادارہ قائم کیا۔

۳۰ اکتوبر ۲۰۱۲ء کو انتقال فرمایا، اپنے قائم کردہ ادارہ کے مغرب کی طرف آرام فرما ہیں۔

۲۹ نومبر ۲۰۲۵ء کو صبح گیارہ سے پونے بارہ بجے تک طلبا میں بیان ہوا۔

دارالعلوم تدریس القرآن غنڈی کلہ کرک:

۱۹۸۰ء میں مولانا حافظ محمد کریم مدظلہ نے آغاز کیا، ان کی عدالت کی وجہ سے ان کے فرزند ارجمند مولانا فرمان اللہ مدظلہ انتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ دورۂ حدیث سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۳۰۰ طلبا کے علاوہ طالبات کثیر تعداد میں ۲۲ اساتذہ اور معلمات کی نگرانی میں تعلیم وتربیت کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ مولانا عابد کمال، حاجی محمد اسلم، مفتی خالد عثمان کی رفاقت میں بیان ہوا۔ ۴۸ طلبا کرام نے نام لکھوائے۔

مدرسہ اشرف العلوم کرک:

مولانا صعود صاحب مہتمم و بانی ہیں، سادسہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ مولانا عابد کمال حقانی، حاجی محمد اسلم، مفتی خالد عثمان کی معیت میں حاضری اور بیان ہوا۔ ۱۵ طلبا نے شرکت کا وعدہ کیا۔ ۲۹ نومبر عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

جامعہ شیخ الہند بنوں:

جامعہ کے بانی مفتی محمد طارق مدظلہ ہیں۔ جامعہ کا آغاز ۲۰۰۹ء میں ہوا۔ سادسہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ ۹۶ طلبا ۱۴ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں زیر تعلیم ہیں۔ ۴۶ طلبا نے نام لکھوائے۔ اس پروگرام میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ کی معیت و رفاقت اور سرپرستی حاصل رہی۔

دارالہدیٰ میرا خیل بنوں:

جامعہ کے بانی قاری زبید اللہ مدظلہ ہیں۔ ۱۹۹۸ء میں مدرسہ کا آغاز ہوا۔ ۶۰۰ سے زائد طلبا، ۲۰ اساتذۂ کرام سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انتظام و انصرام مولانا محمد افنان کے ہاتھوں میں ہے۔ بانی ادارہ حفظ وگردان کے مایہ ناز استاذ ہیں، ۶ گھنٹا مسلسل بیٹھ کر گردان والوں کی منزل، سبق اور سبقی سنتے ہیں۔ اس ادارہ کا طرۂ امتیاز گردان کی تعلیم ہے۔ ہزاروں حفاظ گردان مکمل کر کے مختلف دینی اداروں میں استاذ، مساجد میں ائمہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ۳۰ نومبر صبح ۱۰ بجے سے پونے گیارہ تک بیان ہوا۔ ۵۲ طلبا نے چناب نگر کورس میں شمولیت کے لئے نام لکھوائے۔

لکی میں ختم نبوت کانفرنس:

لکی بنوں کی تحصیل ہے۔ لکی کی جامع مسجد پشاوری میں مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کی صدارت میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا عابد کمال، قاری امام یوسف، مولانا مفتی عظمت اللہ اور پشتو کے مقبول ترین خطیب مولانا قاری اکرام الحق مدظلہ اور راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مقامی حضرات نعت خوانوں نے پشتو زبان میں نعتیں و نظمیں پڑھ کر عجب سماں پیدا کیا۔

سرائے نورنگ میں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرائے نورنگ کے امیر مولانا عبدالغفار مدظلہ، ناظم اعلیٰ

مولانا عبدالرحیم مدظلہ ہیں۔ دونوں ایک قدیمی درسگاہ میں استاذ الحدیث ہیں اور بڑی عمر کے ہیں، جبکہ ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادھی سلمہ ہیں جو متحرک اور فعّال شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے درج ذیل مدارس کے پروگرام رکھے۔

جامعہ دارالہدیٰ سرائے نورنگ:

جامعہ کے مہتمم مولانا عبدالصبور مدظلہ ہیں، اگرچہ مدرسہ قدیمی ہے، لیکن ۲۰۰۵ء سے موصوف اہتمام کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ فی الوقت مدرسہ میں ۵۰۰ سے زائد طلبا، ۲۵ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ جہاں حفظ وناظرہ اور دورۂ حدیث شریف تک کتب کی تعلیم ہوتی ہے۔ علماء کرام کے لئے ایک سالہ تجوید کا کورس بھی چل رہا ہے۔ مولانا مفتی ضیاء اللہ مدظلہ بھی اسی مدرسہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ یکم دسمبر صبح دس بجے سے ساڑھے دس بجے تک بیان ہوا، تقریباً دو درجن طلبا نے چناب نگر کورس کے لئے نام لکھوائے۔ مولانا عابد کمال، مولانا محمد ابراہیم ادھی اور ماسٹر محمد عمر کی رفاقت حاصل رہی۔

مدرسہ تعلیم الاسلام سرائے نورنگ:

مدرسہ نورنگ کا قدیمی مدرسہ ہے۔ جو ۶۵ سال قبل معرض وجود میں آیا۔ مولانا حاجی رشید احمد مدظلہ کے انتظام وانصرام میں چل رہا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نورنگ کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم مدظلہ، امیر محترم مولانا عبدالغفار مدظلہ اسی ادارہ میں استاذ ہیں۔ اس کے بانی فاضل دیوبند مولانا جمعہ خان اور مولانا محمد نور تھے۔ دونوں فضلاء دیوبند تھے۔ اس وقت مدرسہ میں چارسو کے قریب طلبا زیر تعلیم ہیں، جبکہ ۲۰ اساتذۂ کرام تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ یکم دسمبر صبح گیارہ تا ساڑھے گیارہ بیان ہوا، یہاں بھی دو درجن سے زائد طلبا نے نام لکھوائے۔

جامعہ حلیمیہ درہ پیزو لکی مروت:

جامعہ لکی مروت کا قدیمی مدرسہ ہے، جو غالباً ۱۹۸۰ء میں معرض وجود میں آیا، جس میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف میں ڈیڑھ سو کے قریب طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ یکم دسمبر مولانا محمد ابراہیم ادھی، مولانا محمد طیب طوفانی، مولانا ماسٹر محمد عمر خان کی معیت میں حاضری اور بیان ہوا، پچیس طلبا نے شرکت کا ارادہ کیا۔ درہ پیزو سے ڈیرہ اسماعیل خان روانگی ہوئی عصر، مغرب اور عشاء جامعہ ابی ابن کعب میں ادا کی اور رات کا قیام وآرام بھی جامعہ میں رہا۔ جہاں کوہاٹ کے نامور عالم دین اور محقق مولانا محمد طفیل کوہاٹی مدظلہ سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ موصوف نے دو جلدوں میں کوہاٹ کی تاریخ مرتب کی ہے۔ موصوف نے بتلایا کہ کوہاٹ تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے جہاں بڑے بڑے علماء کرام نے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔

جامعہ ابی بن کعب:

جامعہ کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ڈیرہ اسماعیل خان کے راہنما مولانا قاری احسان اللہ احسان مدظلہ ہیں، جو مصری لہجہ کے نامور استاذ اور مجود قاری ہیں۔ ۲/دسمبر کو صبح کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ بنیادی طور پر یہ ادارہ تجوید وقرأت کا مدرسہ ہے، جہاں رابعہ تک درجہ کتب کی تعلیم بھی ہوتی ہے۔ درجہ رابعہ میں آٹھ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ آٹھوں طلبا نے ختم نبوت کورس میں شرکت کا وعدہ فرمایا۔

جامعہ سراج العلوم ڈیرہ اسماعیل خان:

جامعہ کے بانی تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا سراج الدینؒ تھے۔ حضرت مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے بھی رکن رہے۔ غالباً موقوف علیہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ صبح دس بجے سے ساڑھے دس بجے تک بیان ہوا بیس کے قریب طلبا نے کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔ جامعہ کے مہتمم نامور خطیب مولانا قاری خلیل احمد سراج مدظلہ ہیں، جو بانی جامعہ کے فرزند ارجمند ہیں۔

جامعہ نعمانیہ:

ڈیرہ اسماعیل خان کا قدیمی ادارہ ہے، جو تقریباً ایک سوسال سے پہلے معرض وجود میں آیا۔ تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا علاؤالدینؒ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے بھی رکن رہے۔ ایک سوسال کے قریب عمر پائی اور تاحیات تدریس حدیث میں مصروف رہے۔ چند سال قبل انتقال ہوا۔ حضرت مرحوم کے فرزند ارجمند حضرت مولانا اشرف علی مدظلہ مسند حدیث پر براجمان ہیں۔ ان کی سرپرستی میں بیان ہوا، پچیس طلبا نے نام لکھوائے۔ قاری عبدالماجد سلمہ کی رفاقت حاصل رہی۔ ۞۞

حیات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ''توفّی'' کی بحث

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا عبدالحکیم نعمانی

توفی کا مطلب موت:

قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں توفی باب تفعل سے ہے۔اور قرینہ موت ہے، لہٰذا توفی کا ان آیات میں مطلب موت ہے۔

1)وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔(البقرۃ:234)

2) اَلَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا۔(البقرۃ:240)

3)رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ (آل عمران193)

4)فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ۔(النساء:15)

5)اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ۔ (النساء:97)

6)حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ (انعام:61)

7)حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔(الاعراف:37)

8) رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ۔(الاعراف:126)

9) وَ لَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۔ (الانفال:50)

10) وَ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ۔(یونس:46)

11) وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ۔(یونس:104)

12) تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔ (یوسف:101)

13)وَ اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ۔ (رعد:40)

14) الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ۔(النحل:28)

15) الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ۔ (النحل:32)

16) وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ۔ (النحل:70)

17) وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ۔ (حج:5)

18) قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ۔ (السجدہ:11)

19) اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا۔ (الزمر:42)

20) فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ۔ (المؤمن:77)

21)فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ۔ (محمد:27)

توفی کا مطلب اصعاد الی السماء:

قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں سیدنا عیسیٰؑ کے لئے توفی کا لفظ باب تفعل سے ہے اور چونکہ سیدنا عیسیٰؑ کی توفی کا قرینہ بچانے اور اٹھانے کا ہے، اس لئے مطلب ہے: پورا پورا قبضے میں لے کر آسمان کی طرف اٹھانا۔

1) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ (آل عمران:55)

2) فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ۔(المائدہ:117)

یاد رہے کہ چونکہ ہمارے زیر بحث

باب تفعل سے توفی کا مطلب ہے، اس لئے ہم نے صرف وہ آیات پیش کی ہیں جہاں توفی باب تفعل سے ہے۔ ورنہ باب تفعل کے علاوہ دوسرے ابواب سے توفی قرآن مجید میں کئی جگہ مستعمل ہے اور مطلب موت نہیں ہے۔

توفی از روئے احادیث:

احادیث میں بھی باب تفعل سے ''توفی'' کا لفظ صرف موت کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا بلکہ موت، پورا پورا لینا وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

توفی کا مطلب پورا پورا اجر: ''عن انس ؓ، قال: بینا ابوبکر الصدیق ؓ یأکل مع رسول اللہ ﷺ اذا نزلت علیه (فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَرَهُۥ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ)، فرفع ابوبکر ؓ یدہ، وقال: یارسول اللہ ﷺ انی لراء ما عملت من مثقال ذرۃ من شر، فقال: یا ابا بکر، أریت ما تری فی الدنیا مما تکرہ فبمثاقیل ذر الشر، ویدخر لك مثاقیل ذر الخیر حتی توفاہ یوم القیامة۔''

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ اچانک آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَرَهُۥ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ) (جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر بھی برائی کرے گا وہ بھی دیکھ لے گا)۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں دیکھتا ہوں کہ میں نے ذرہ برابر بھی برائی نہیں کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر تم نے جو دیکھا دنیا میں دیکھا ہے۔ جو ذرہ برابر بھی برائی ناپسند کرتا ہے اور ذرہ برابر بھی نیکی جمع کرتا ہے، اس کو قیامت کے دن پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر 8407، جلد 8 صفحہ 204)

اس حدیث میں ''توفی'' باب تفعل سے ہے۔ اجر دینے والے یعنی فاعل اللہ ہیں۔ جس کو اجر دیا جائے گا یعنی مفعول وہ ذی روح انسان ہے۔ یہاں لیل یا نوم کا قرینہ بھی نہیں ہے۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلنج کی تمام شرائط موجود ہیں۔ لیکن یہاں ''توفی'' کا مطلب موت نہیں ہے۔ بلکہ توفی کا مطلب پورا پورا اجر دینا ہے۔

حدیث نمبر 2: ایک اور حدیث میں ذکر ہے: عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ ؓ، قَالَ: سَافَرۡتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعۡضِ أَسۡفَارِهِ- أَظُنُّهُ قَالَ: غَازِيًا، وَاقۡتَصَّ الۡحَدِيثَ، وَزَادَ فِيهِ قَالَ: يَا جَابِرُ، أَتَوَفَّيۡتَ الثَّمَنَ؟ قُلۡتُ: نَعَمۡ، قَالَ: لَكَ الثَّمَنُ، وَلَكَ الۡجَمَلُ، لَكَ الثَّمَنُ، وَلَكَ الۡجَمَلُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر کیا، (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ انہوں نے جنگی سفر کہا اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: جابر ؓ! کیا تم نے پوری قیمت لے لی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: قیمت بھی تمہاری، اونٹ بھی تمہارا، (پھر فرمایا) قیمت بھی تمہاری، اونٹ بھی تمہارا۔ (مسلم حدیث نمبر 4104، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب بیع البعیر واستثناء رکوبہ)

اس حدیث میں أَتَوَفَّيۡتَ الثَّمَنَ کے الفاظ ہیں اور ان کا ترجمہ یہ ہے: ''کیا تم نے پوری قیمت لے لی ہے؟'' اَتَوَفَّيۡتَ باب تفعل سے ہے لیکن یہاں مطلب موت نہیں ہے۔

توفی کا مطلب موت:

مندرجہ ذیل حدیث میں توفی موت کے معنی میں ہے:

''عَنۡ سَالِمٍ، مَوۡلَى شَدَّادٍ قَالَ: دَخَلۡتُ عَلَى عَائِشَةَ ؓ زَوۡجِ النَّبِيِّ ﷺ يَوۡمَ تُوُفِّيَ سَعۡدُ بۡنُ أَبِي وَقَّاصٍ ؓ فَدَخَلَ عَبۡدُ الرَّحۡمَنِ بۡنُ أَبِي بَكۡرٍ ؓ فَتَوَضَّأَ عِنۡدَهَا۔''

سالم کہتے ہیں کہ جس دن حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فوت ہوئے، میں رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر ؓ ان کے ہاں آئے اور ان کے پاس وضو کیا۔ (مسلم حدیث نمبر 566، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الغسل الرجلین بکمالھما)

یہاں ''توفی'' باب تفعل سے ہے اور موت کے قرینے کی وجہ سے اس کا مطلب موت ہے۔ عربی ادب سے مثال: ان بنی الادرم لیسوا من احد ولا توفاھم

قریش فی العدد۔ بنی آدم تو کسی گنتی میں نہیں ہیں اور قریش انہیں اپنے میں پورا پورا شمار ہی نہیں کرتے۔ (لسان العرب جلد 15 صفحہ 400)

مندرجہ بالا شعر میں توفی باب تفعل سے ہے اور یہاں حقیقی معنوں میں یعنی پورا پورا شمار کرنا میں مستعمل ہے۔

توفی ازروئے تفاسیر:

1) علامہ فخرالدین رازیؒ (604ھ) قادیانیوں کے ہاں چھٹی صدی کے مجدد ہیں۔ (عسل مصفی جلد 1 صفحہ 164)

وہ لکھتے ہیں: ”قَوْلُهُ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ يَدُلُّ عَلَى حُصُولِ التَّوَفِّي وَهُوَ جِنْسٌ تَحْتَهُ أَنْوَاعٌ بَعْضُهَا بِالْمَوْتِ وَبَعْضُهَا بِالْإِصْعَادِ إِلَى السَّمَاءِ،فَلَمَّا قَالَ بَعْدَهُ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ كَانَ هَذَا تَعْيِينًا لِلنَّوْعِ وَلَمْ يَكُنْ تَكْرَارًا۔“

انی متوفيك صرف توفی کے حاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور توفی جنس ہے، جس کے کئی انواع ہیں، بعض موت کے ساتھ اور بعض آسمان پر اٹھائے جانے سے، پس جب اس کے بعد ”رَافِعُكَ إِلَيَّ“ آیا تو یہ تعین نوع کے لئے قرینہ ہوا اور تکرار نہ ہوا۔“ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 76، تفسیر سورہ آل عمران آیت 55)

2) قادیانیوں کے سرکاری اخبار الفضل کے 21 مئی 1999ء کے شمارے میں خلیفہ کی تعریف میں عمر بن محمد شیرازی البیضاوی کی تفسیر بیضاوی سے استدلال کیا گیا ہے۔ عمر بن محمد شیرازی البیضاوی (691ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”التوفی اخذ الشئی وافیا والموت منه نوع۔“ توفی کے معنی ایک شی کو پورا پورا لینے کے ہیں، اور موت اس کی ایک قسم ہے۔ (تفسیر بیضاوی، تفسیر سورۃ المائدہ آیت 117، جلد 2 صفحہ 151، طبع بیروت)

3) علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی (745ھ) لکھتے ہیں: ”الثانی: أن المراد بالتوفی النوم ومنه قوله عز وجل: اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا والتی لم تمت فی منامها فجعل النوم وفاة وكان عيسى قد نام فرفعه الله وهو نائم لئلا يلحقه خوف۔“

(اس جگہ) توفی سے مراد نیند ہے۔ اور اسی سے ہے آیت اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ... الخ۔ پس اس میں خدا تعالیٰ نے نیند کو بھی وفات کہا ہے۔ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ سے مراد یہ ہوئی کہ حضرت عیسیٰؑ سو گئے تھے۔ خدا نے آپ کو نیند ہی میں اوپر اٹھالیا تاکہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔“ (تفسیر خازن، جلد 1 صفحہ 251، طبع بیروت 2004ء)

خلاصہ کلام:

لغت، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ”توفی“ کا حقیقی مطلب کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہے۔ ”توفی“ نیند، موت اور اصعاد الی السماء کے معنوں میں استعال ہوتا ہے۔ اگر قرینہ نیند ہو تو توفی کا مطلب نیند بنے گا۔ قرینہ موت ہو تو مطلب موت بنے گا اور سیدنا عیسیٰؑ کے لئے قرینہ چونکہ بچانے اور رفع کا ہے تو ان کے لئے مطلب اصعاد الی السماء یعنی آسمانوں کی طرف روح مع الجسد اٹھانا بنے گا۔

❁❁..........❁❁

چک ۷۳ گجراں والی چیچہ وطنی میں جلسہ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۱ نومبر ۲۰۲۵ء چک ۷۳ میں ”جلسہ ختم نبوت“ منعقد ہوا۔ صدارت پیر جی حضرت مولانا حفظ الرحمٰن مدظلہ نے کی۔ جلسہ سے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالقدوس گجر اور راقم الحروف نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے قادیانیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر پر بیان کیا اور اس کے دعاوی باطلہ کا رد کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور احادیث مبارکہ کے حوالہ سے کہا کہ مہدی کا نام محمد ہوگا۔ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد، امام مہدی کے والد گرامی کا نام عبداللہ ہوگا۔ امام مہدی مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے۔ مرزا قادیانی قادیان میں پیدا ہوا، مہدی کے ہاتھ پر بیعت مکہ مکرمہ میں ہوگی، جبکہ مرزا کے ہاتھ پر بیعت لدھیانہ میں ہوئی۔ جب اس میں امام مہدی ہونے کی کوئی علامت نہ پائی گئی تو دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ثابت ہوا، جب وہ اپنے ایک دعویٰ میں جھوٹا ثابت ہوا تو اس کے کسی دعویٰ کا اعتبار نہیں۔

(سلمان معاویہ، مبلغ ساہیوال ڈویژن)

خبروں پر ایک نظر

سیرتِ نبوی سیمینار، کوہاٹ

ادارہ

یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کوہاٹ (KUST) میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان سیرت النبی سیمینار نہایت وقار، فکری گہرائی اور علمی شان کے ساتھ منعقد ہوا۔ یہ بابرکت پروگرام جناب وائس چانسلر، کوہاٹ یونیورسٹی، پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر الیاس صاحب کی زیرِ صدارت جبکہ ڈاکٹر قیصر بلال صاحب اور ڈاکٹر جہان عالم صاحب کے خصوصی تعاون سے خوش اسلوبی کے ساتھ منعقد کیا گیا، جو انتظامی ہم آہنگی اور علمی ذوق کا خوبصورت مظہر تھا۔

سیمینار کے مہمانِ خصوصی، ممتاز عالمِ دین اور معروف محقق پروفیسر ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی صاحب (جامعہ کراچی) تھے، جنہوں نے سیرتِ طیبہ کے مختلف فکری، اخلاقی اور عملی پہلوؤں کو نہایت مدلل، جامع اور مؤثر انداز میں اجاگر فرمایا۔ ان کا خطاب عصرِ حاضر کے فکری چیلنجز کے تناظر میں سیرتِ نبوی کی ہمہ گیری اور رہنمائی کا واضح عکس تھا۔ پروگرام کے اختتام پر سوال و جواب کا خصوصی سیشن منعقد ہوا، جس میں طلبہ و طالبات نے غیر معمولی دلچسپی، فکری سنجیدگی اور علمی شعور کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہم اور حساس نوعیت کے سوالات پیش کیے۔ مہمانِ خصوصی نے نہایت تحمل، حکمت اور علمی بصیرت کے ساتھ ان سوالات کے تسلی بخش اور مضبوط جوابات دیے، جس سے محفل کا فکری معیار مزید بلند ہوا۔

آج کے دور میں طلبہ کو محبت، حکمت اور دانائی کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت اور ردِّ قادیانیت سے آگاہ کرنا ایک اہم دینی و فکری ضرورت بن چکا ہے۔ اس حوالے سے حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا یہ بصیرت افروز ارشاد نہایت قابلِ غور ہے: ''کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ راستے میں پڑے ہوئے ہتھیاروں کی مانند ہوتے ہیں، جس نے جیسے استعمال کیا۔''

الحمدللہ! اس سیمینار میں شریک KUST کے نوجوان طلبہ ایمان کی حرارت اور فکری بیداری سے سرشار نظر آئے۔ ان کے سوالات اور طرزِ گفتگو اس حقیقت کی گواہی تھے کہ یہ نسل حق کی متلاشی، شعوری طور پر بیدار اور دینی اقدار سے وابستہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ہم یونیورسٹی KUST کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر الیاس صاحب، اسلامک ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ ڈاکٹر قیصر بلال صاحب، ڈاکٹر جہان عالم صاحب، حافظ روبیل نذیر صاحب اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام رفقاء کو دل کی گہرائیوں سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ بالخصوص حاشر، حمزہ اور ان کے دیگر ساتھیوں کی محنت، اخلاص اور تنظیمی صلاحیت قابلِ ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین و معاونین کی دینی و تعلیمی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اپنی خاص رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین یارب العالمین۔

(عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوہاٹ)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، ماڈل کالونی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ۱۱؍دسمبر ۲۰۲۵ء کو ماڈل کالونی ختم نبوت چوک، نزد جامع مسجد ربانی میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلے میں ۲۶؍نومبر کو علماء کنونشن منعقد کیا گیا، جس میں اہلِ علاقہ کے کثیر علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ اس کنونشن میں حضرت مولانا سالک ربانی دامت برکاتہم، مولانا قاضی منیب الرحمٰن، مولانا محمد اشرف، مولانا محمد نیاز، مولانا عبدالحی استوری، مولانا محمد مختار اور دیگر علماء کرام شامل تھے۔ اس کے بعد کنونشن کی کارگزاری اور آئندہ کے لائحۂ عمل پر راقم الحروف نے بیان کیا، جس میں کانفرنس کی تیاریوں، عوامی رابطہ مہم اور دعوتی سرگرمیوں کے نکات واضح کیے گئے۔ اس سلسلے میں علاقے کے مختلف مقامات پر آگاہی کیمپس لگائے گئے، پمفلٹس تقسیم کیے گئے اور ایک بھرپور تحفظ ختم نبوت ریلی نکالی گئی۔ کانفرنس کے دوران مقررین کرام نے عقیدۂ

ختم نبوت کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیا فتنۂ قادیانیت اور دیگر گمراہ کن افکار کے علمی و فکری رد پر گفتگو کی اور نوجوان نسل کو بالخصوص اس محاذ پر بیدار رہنے کی تلقین فرمائی۔خطابات میں اس بات پر زور دیا گیا کہ تحفظ ختم نبوت محض ایک وقتی یا علاقائی ذمہ داری نہیں بلکہ یہ تمام مسلمان کی مشترکہ دینی ذمہ داری ہے۔ اسی شعور کو بیدار کرنے کے لیے ایسی کانفرنسیں وقت کی اہم ضرورت ہیں۔انتظامی نظم وضبط اور خدمات کانفرنس کے انعقاد میں مقامی منتظمین، کارکنان اور رضاکاروں نے مثالی نظم وضبط اور اخلاص کا مظاہرہ کیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ایک جامع کتب اسٹال بھی قائم کیا گیا، جس میں عقیدۂ ختم نبوت، فتنۂ قادیانیت کے رد، سیرتِ نبوی اور دیگر اہم دینی موضوعات پر مشتمل کتب دستیاب تھیں۔شرکاء نے اس اسٹال سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔کانفرنس کے اختتام پر جامع مسجد ربانی کے امام و خطیب مولانا عبداللہ صاحب نے نہایت رقت آمیز اور جامع دعا فرمائی۔اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اس کے اثرات کو عام فرمائے اور اس عظیم دینی جدوجہد میں شامل تمام علماء کرام، منتظمین، نوجوانوں اور معاونین کو اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

(مولانا محمد عادل غنی)

مبلغین کا تبلیغی ودعوتی دورہ

آزاد کشمیر:.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغینِ کرام مولانا مفتی محمد خالد میر، مولانا عبدالباسط علوی اور مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ۱۰ تا ۱۷ر دسمبر تک آزاد کشمیر کے مختلف اضلاع اور شہروں کا کامیاب اور مؤثر تبلیغی و دعوتی دورہ کیا۔اس دورے کا مقصد عقیدۂ ختم نبوت کی علمی وفکری حفاظت، اس کی عوامی آگاہی اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کو منظم بنیادوں پر آگے بڑھانا تھا۔ دورے کے دوران مبلغینِ کرام نے مدرسہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم، خانقاہ حسینیہ امدادیہ جہلم، جامع مسجد خاتم النبیین بھمبر، جامع مسجد حنفیہ بھمبر، جامع مسجد صدیق اکبر بھمبر، مدرسہ جامعہ محمدیہ مسکین پور چکسواری (ضلع میرپور)، جامع مسجد ختم نبوت کوٹلی (محلہ ختم نبوت، پلندری روڈ)، مرکزی جامع مسجد ہنجیرا، مرکزی جامع مسجد عباس پور سمیت دیگر مقامات پر ختم نبوت کورسز، دروس ختم نبوت، اور لٹریچر کی تقسیم کے پروگرامز منعقد کیے۔ان اجتماعات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول اور قادیانیت کی فکری و علمی تردید جیسے بنیادی موضوعات پر مدلّل اور جامع بیانات کئے گئے۔عوام الناس، طلبۂ مدارس، اور اہلِ علم نے ان پروگرامز میں بھرپور شرکت کی۔دورے کے دوران مختلف مقامات پر علماء کرام سے دعوتی و انفرادی ملاقاتیں بھی ہوئیں، جن میں آزاد کشمیر کے اندر تحفظ ختم نبوت اور تردیدِ قادیانیت کے کام کو مزید مؤثر، مربوط اور وسیع کرنے کے لیے سنجیدہ مشاورت کی گئی اور آئندہ لائحہ عمل پر تبادلۂ خیال ہوا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران نے عوام، علماء اور دینی اداروں کے تعاون پر اظہارِ تشکر کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم دعوتی جدوجہد کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے امتِ مسلمہ کے ایمان وعقیدے کے تحفظ کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

(مولانا عبدالحکیم نعمانی)

تحفظ ختم نبوت کورس، مانگا منڈی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مانگا منڈی کے زیر اہتمام ۱۸ر دسمبر ۲۰۲۵ء بروز جمعرات جامع مسجد چراغ مانگا منڈی بائی پاس چراغ ٹاؤن میں مولانا محمد ارشد صاحب کی زیر نگرانی دو روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ پہلے دن مولانا ابوبکر صدیق علوی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر گفتگو کی، جبکہ ختم نبوت کورس کے دوسرے دن علاقہ بھر میں بھرپور اور مؤثر انداز میں عقیدہ ختم نبوت کا پرچار کیا گیا۔جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے رہنماء مولانا عبدالعزیز صاحب اور مولانا عبدالنعیم صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر جامع مسجد بلال مانگا منڈی اور جامع مسجد فاروقیہ روسہ بھیل میں جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا اور بعد نماز عصر دروس ختم نبوت کے سلسلہ میں ختم نبوت چوک جامع مسجد نور مانگا منڈی میں مولانا عبدالعزیز صاحب نے اور جامع مسجد

فاروقیہ روسہ بھیل میں مولانا عبدالنعیم صاحب ختم نبوت کے موضوع پر اہم گفتگو کی اور نماز مغرب کے بعد جامع مسجد چراغ مانگا منڈی میں محافظ ختم نبوت خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں امام الصحابہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس کے اندر اہل علاقہ عوام وعلماء کرام اور دیگر علاقوں سے کثیر تعداد میں علماء اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی، جس میں مولانا محمد زاہد قصوری، مولانا محمد مقصود، قاری محمود الحسن تالاب سرائے، مولانا محمد سلیم، مولانا زاہد محمود انجم، مولانا محمد احتشام، مولانا عابد ارشاد، مولانا عبدالواجد، مولانا احسان اللہ، سید عبدالوہاب شاہ، مولانا غلام نبی، مولانا قاری محمد اقبال، مولانا محمد ارشد، بھائی محمد ہارون، مولانا ابوبکر صدیق، مولانا محمد نواز، مولانا عبداللطیف ہزاروی، مولانا محب الرحمٰن ہزاروی، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا عبیداللہ انور، مولانا ندیم ساقی کے علاوہ مانگا منڈی اور قرب و جوار کے معززین علاقہ نے بھرپور شرکت کی۔

حکیم محمد عاشق نقشبندیؒ کا وصال

حضرت حکیم محمد عاشق نقشبندیؒ، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی ضلع بدین کا شمار سندھ کے اُن ممتاز دینی، روحانی اور فکری اکابرین میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، اشاعت دین اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے وقف کر دی۔ آپ ایک صاحبِ نسبت نقشبندی مجددی بزرگ، باعمل عالم، مؤثر شاعرِ اسلام اور عوام و خواص کے مقبول رہنما تھے۔ آپ نے فتنۂ قادیانیت کے خلاف علمی، فکری، دعوتی اور عدالتی ہر سطح پر جدوجہد کی۔ دلائل، استقامت اور جرأت کے ساتھ اس فتنے کا تعاقب کیا، حتیٰ کہ عدالتوں تک اس کا پیچھا کیا۔ آپ کا شاعرانہ اسلوب عوام کے دلوں میں اتر جانے والا تھا، جس کے ذریعے آپ نے ختم نبوت کے عقیدے کو مضبوط بنیادوں پر عام کیا۔ تعلیمی میدان میں آپ کی عظیم یادگار دارالعلوم اسلامیہ رشیدیہ للبنین و للبنات گولارچی ضلع بدین ہے، جو عارف باللہ حضرت مولانا خواجہ عبدالرشید نقشبندی مجددیؒ نوراللہ مرقدہ (پھلن شریف) سے منسوب ہے۔ اس ادارے سے بے شمار طلبہ وطالبات نے دینی علوم حاصل کیے اور علم و عمل کی روشنی پائی۔ روحانی طور پر آپ سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک تھے اور پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت مولانا حافظ خواجہ محمد قاسم نقشبندی مجددیؒ (پھلن شریف) کے خلیفۂ مجاز تھے۔

آپ مکہ مسجد گولارچی میں باقاعدہ حلقۂ ذکر منعقد کرتے رہے، جہاں تزکیۂ نفس، اصلاحِ باطن اور ذکرِ الٰہی کے ذریعے دلوں کو منور کیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک جسمانی حکیم بھی تھے۔ دور دراز علاقوں سے لوگ دینی، روحانی اور جسمانی رہنمائی کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ انکساری، اخلاص اور خدمتِ خلق آپ کی شخصیت کا نمایاں وصف تھا۔ آج آپ ہم میں موجود نہیں، مگر آپ کی دینی، علمی، روحانی اور فکری خدمات ہمیشہ زندہ رہیں گی اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت حکیم محمد عاشق نقشبندیؒ کی کامل مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یا الٰہ العالمین۔

(مولانا محمد حنیف سیّال، مبلغ گولارچی)

ملفوظ.... حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نوراللہ مرقدہ

صراطِ مستقیم کا ہر قدم منزل ہے

فرمایا: حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے کئی بار فرمایا کہ: ”جب آدمی دنیا کے کسی سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اگر منزل پر پہنچ گیا تو سفر کامیاب سمجھا جاتا ہے، نہ پہنچ سکا مثلاً کراچی سے پشاور کے لئے روانہ ہوا مگر راستہ ہی میں انتقال ہوگیا تو سمجھا جاتا ہے کہ سفر ادھورا رہ گیا، مگر صراطِ مستقیم ایسا عجیب راستہ ہے کہ اس پر آدمی کو جہاں بھی موت آجائے وہیں منزل ہے۔ اسی لئے سورۂ فاتحہ میں صراطِ مستقیم کی دعا سکھائی گئی اور ہر نماز کی ہر رکعت میں اسے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے: ”بر صراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست۔“ (مرسلہ:... حافظ محمد سعید لدھیانوی)

فرما گئے یہ ھادیؐ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے مرکزی دار المبلّغین کے زیر اہتمام

لَانبیّ بَعدِی

ختمِ نبوّت کورس

33 واں سالانہ

24 جنوری 2026 تا 15 فروری 2026

بمقام

مدرسہ عربیہ ختم نبوّت

مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

زیرِ سرپرستی

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت ولیِ کامل حضرۃ مولانا حافظ محمّد ناصر الدّین خان خاکوانی نقشبندی مجددی حفظہ اللہ صاحب امیرِ مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ۔ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

خواہش مند طلباء اس نمبر پر درخواست وٹس ایپ کریں

+92301-4151159

منجانب شعبہ نشر و اشاعت

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی 0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت